سورۃ آل عمران (آیت 184-187)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ؗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝﴾

”پھر اگر یہ لوگ تم کو سچا نہ سمجھیں تو تم سے پہلے بہت سے پیغمبر کھلی ہوئی نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتابیں لے کر آ چکے ہیں اور لوگوں نے ان کو بھی سچا نہیں سمجھا۔ ہر متنفس کو موت کا مزا چکھنا ہے۔ اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلا دیا جائے گا۔ تو جو شخص آتشِ جہنم سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا' اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔ (اے اہل ایمان) تمہارے مال و جان میں تمہاری آزمائش کی جائے گی۔ اور تم اہل کتاب سے اور اُن لوگوں سے جو مشرک ہیں بہت سی ایذا کی باتیں سنو گے' تو اگر صبر اور پرہیزگاری کرتے رہو گے تو یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔ اور جب اللہ نے ان لوگوں سے جن کو کتاب عنایت کی گئی تھی اقرار لیا کہ (جو کچھ اس میں لکھا ہے) اُسے صاف صاف بیان کرتے رہنا اور اس (کی کسی بات) کو نہ چھپانا تو انہوں نے اس کو پسِ پشت پھینک دیا اور اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل کی۔ یہ جو کچھ حاصل کرتے ہیں برا ہے۔“

اے نبی آپ ہی کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں ہوا بلکہ آپ ﷺ سے پہلے آنے والے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی۔ یہ تو اس راستہ کا ایک عام تجربہ ہے جو آپ کو بھی کرنا پڑے گا۔ پہلے رسول آئے اور اپنے ساتھ واضح نشانیاں اور معجزات بھی لائے' نیز اُن کے ساتھ صحیفے اور روشن کتاب (احکام فرائض) بھی تھے۔ ہر شخص کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور اگلی زندگی میں قدم رکھنا ہے' جہاں قیامت کے دن تمہیں پورے پورے اجر دیئے جائیں گے۔ تو اُس دن جسے جہنم کی آگ سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ تو کامیاب ہو گیا۔ (اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اجْعَلْنَا مِنْهُمْ) اور دنیا کا یہ سارا ساز و سامان تو بس دھوکے کا سودا ہے۔

یہاں سورۃ البقرہ کے انیسویں رکوع کی آیت پھر آ گئی ہے' فرق صرف یہ ہے کہ یہاں بیان مجہول کے صیغہ میں ہے۔ اے مسلمانو' دوبارہ کان کھول کر سن لو! تمہیں لازماً آزمایا جائے گا تمہارے مالوں میں بھی اور تمہاری جانوں میں بھی۔ یہ زندگی پھولوں کی سیج نہیں بلکہ کانٹوں کا بستر ہے۔ جنت بس یونہی مزے مزے میں نہیں مل جائے گی۔ اس کے لئے تکلیفیں اٹھانا اور مشقتیں برداشت کرنا ہوں گی۔ تمہیں اہل کتاب سے بھی اور مشرکین سے بھی طرح طرح کی تکلیف دہ اور اذیت ناک باتیں سننا پڑیں گی۔ پس سنو اور صبر کرو۔ رسول اللہ ﷺ کو بھی دورِ رسالت کی ابتدا ہی میں کہا گیا تھا کہ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ یعنی جو کچھ بھی یہ کہہ رہے ہیں سنئے اور صبر کیجئے۔ ہمیں خوب معلوم ہے کہ کوئی آپ کو مجنون کہہ رہا ہے' کوئی شاعر اور کوئی ساحر کہہ رہا ہے۔ اور ہمیں یہ بھی خوب معلوم ہے کہ ان کی نامعقول باتوں سے آپ کا سینہ بھنچتا ہے اور آپ کو تکلیف پہنچتی ہے مگر صبر کیجئے۔ یہی بات ہے جو یہاں مسلمانوں سے کہی جا رہی ہے۔ اور اگر تم صبر کئے رہو گے' ثابت قدم رہو گے اور تقویٰ کی روش اختیار کرو گے تو یقیناً یہ طرزِ عمل بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

اور یاد کرو وہ وقت جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے قول و قرار لیا تھا جن کو کتاب دی گئی تھی کہ تم یقیناً احکامِ خداوندی لوگوں پر واضح کرو گے اور کتمانِ حق کا ارتکاب نہ کرو گے' مگر اس عہد کو انہوں نے اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا اور اُس کی بڑی معمولی اور حقیر سی قیمت وصول کر لی۔ تو بہت ہی بری شے ہے جو وہ حاصل کر رہے ہیں یعنی ناحق باتیں بیان کر کے اُس کے بدلے میں لوگوں سے نذرانے اور ہدیے وصول کر رہے ہیں۔

نظامِ حکومت بگڑتے دیکھ کر خاموش رہنا

چودھری رحمت اللہ بٹر

عَنِ ابْنِ مسعودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ((مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِيْٓ اُمَّتِهٖ مِنْ قَبْلِيْٓ اِلَّا كَانَ لَهٗ فِيْٓ اُمَّتِهٖ حَوَارِيُّوْنَ وَاَصْحَابٌ يَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَيَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ، وَيَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَيْسَ وَرَآءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ)) (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ سے پہلے اللہ نے جتنے نبی بھیجے ان کی امت میں سے ان کے حواری (ساتھی) اور اصحاب ہوتے تھے جو ان کی سنت پر عمل کرتے اور ان کے حکم کی پیروی کرتے۔ پھر ان اصحاب کے بعد نالائق جانشین پیدا ہوئے' وہ ایسی باتیں کرتے کہ جن پر خود عمل نہ کرتے اور وہ کام کرتے جن کے کرنے کا انہیں حکم نہ دیا گیا تھا۔ سو جو شخص ایسے لوگوں سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرے گا وہ مومن ہے اور جو اپنی زبان سے جہاد کرے گا وہ بھی مومن ہے اور جو ان سے اپنے دل سے جہاد کرے گا وہ بھی مومن ہے' اور اس کے علاوہ (خاموش رہنے والوں کا) رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان باقی نہیں رہتا۔“

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

قیام خلافت کا نقیب

ندائے خلافت

جلد	31 مارچ تا 6 اپریل 2005ء	شمارہ
14	20 تا 26 صفر المظفر 1426ھ	11

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا

فرقان دانش خان۔ سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67۔ گڑھی شاہو علامہ اقبال روڈ لاہور

فون: 6316638-6366638 فیکس: 6271241

E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ: 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک.......250 روپے

بیرون پاکستان

یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)

امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)

چیک' منی آرڈر یا پے آرڈر

''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں

☆☆☆

''ادارہ'' کا تمام مضمون نگار حضرات کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

انصاف پسندی کا تقاضا

پاکستان کے باوردی صدر مملکت جنرل مشرف نے انکشاف کیا ہے کہ پاکستان کو کسی بیرونی قوت سے قطعی طور پر کوئی خطرہ لاحق نہیں ہے بلکہ پاکستان کو اندرون ملک دہشت گردوں اور انتہا پسندوں سے خطرہ ہے۔ جہاں تک دہشت گردی کا تعلق ہے اگرچہ دہشت گردی کی کوئی واضح تعریف ابھی تک متعین نہیں ہو سکی' اس کے باوجود ہم نے ہر اس کارروائی کی مذمت کی ہے جس میں اعلانیہ جنگ کے بغیر تمام شہریوں کا خون بہایا جائے اور یہ کارروائی کسی گروہ یا فرد نے اپنے طور پر کی ہو۔ البتہ انتہا پسندی بہت ہی مبہم اصطلاح ہے اور یہ رواج عام ہو گیا ہے کہ طاقتور اپنے نظریاتی اور سیاسی دشمنوں کو انتہا پسند قرار دے دیتا ہے اور اپنے مفاد میں جو کچھ ہو اسے اعتدال پسندی قرار دیتا ہے۔ حالیہ واقعات کی ہی مثال لے لیں ملا عمر اور صدام حسین اُن کے نزدیک دہشت گرد اور انتہا پسند تھے کہ انہوں نے ڈنڈے کے زور سے اپنی آمریت قائم کی ہوئی تھی جبکہ آمریت انتہا پسندی کی بدترین قسم ہے اور اب امریکہ' افغانستان اور عراق میں جدید ترین اسلحہ سے لاشیں گرا کر اور ہزاروں بے گناہ شہریوں کے قتل عام اور خوفناک بمباری کے ذریعے پوری پوری بستیوں کو مسمار کر کے وہاں جمہوریت کا مستقبل ''روشن'' کر رہا ہے جو اعتدال پسندی کی اعلیٰ ترین قسم ہے۔ اسی طرح وطن عزیز پاکستان میں اگر یہ مطالبہ سامنے آئے کہ اس کی نظریاتی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے نظام تعلیم ایسا ہونا چاہئے کہ نئی نسل اسلامی معاشرت اور مشرقی روایات سے قریب تر ہو اور ایک فارغ التحصیل نوجوان باکردار اور باحیا شہری بن سکے تو ایسے مطالبات کرنے والوں کو انتہا پسند قرار دے دیا جاتا ہے اور وہ پاکستان جسے مملکت خداداد کہا جاتا ہے جسے مسلمانانِ ہند نے وحدتِ ہندوستان سے کاٹ کر اس لئے الگ کیا تھا کہ مسلمانوں کی معاشرت اور طرزِ بود و باش الگ ہے اس ملک میں بے حیائی پھیلانے والے اور دوسروں کو یہ پیغام دینے والے کہ اگر تم سے بے حیائی برداشت نہیں ہوتی تو اپنی آنکھیں بند کر لو وہ اعتدال پسند کہلاتے ہیں۔

ہم پاکستان کے حاکم مطلق جنرل پرویز مشرف کو اخلاص پر مبنی یہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ انصاف پسندی کو اپنا شعار بنائیں۔ سب سے پہلے اپنا قبلہ درست کریں' اپنی سوچ کو مثبت بنائیں۔ اپنی ذات سے بالاتر ہو کر سوچیں دیانت داری سے فیصلہ کریں کہ آپ کا اور ہمارا کون دشمن ہے اور کون دوست اور ہمیں حقیقی خطرہ کس طرف سے لاحق ہے۔ آپ ظاہری اور عارضی طور پر پندرہ کروڑ عوام کی قسمتوں کے مالک ہیں روزِ قیامت آپ سے ان کے حقوق کے بارے میں پرسش ہو گی۔ انسانی تاریخ پر نگاہ ڈالیں کتنے فرعون' ہامان' شداد اور ہلاکو زمین کی تہہ میں گم ہو گئے اور قرآن کا فیصلہ ہے کہ ہر ذی نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ آپ اور ہم کوئی بھی اس کی گرفت سے نہیں بچ سکے گا۔ چڑھتے سورج کی پوجا کرنے اور قوت کے قدموں میں سجدہ ریز ہونے سے وقتی آسائشیں اور مراعات تو حاصل ہو جاتی ہیں لیکن ذلت و رسوائی آخرت میں ہی نہیں بالآخر اس دنیا میں بھی اُس کا مقدر ٹھہرتی ہے۔ جس کتے کی گردن میں پٹہ پڑا ہو اور اس کی رسی کسی اور کے ہاتھوں میں ہو وہ خوب موٹا تازہ اور صاف ستھرا تو ہوتا ہے لیکن وہ اپنی مرضی سے بھونک بھی نہیں سکتا۔ حالات کا معمولی سا ادراک رکھنے والے شخص پر بھی اب واضح ہو چکا ہے کہ عالمی سطح پر قائم ہونے والا اتحادِ ثلاثہ (امریکہ + اسرائیل + بھارت) ہمارے ایٹمی اثاثہ جات کے گرد گھیرا تنگ کئے جا رہے ہیں۔ ہمیں ایف 16 کا لالچ دے کر استعمال شدہ سینٹری فیوجز ہم سے طلب کر لئے گئے ہیں۔ اس سے پہلے الیکٹرانک میڈیا پر قوم کے ہیرو ڈاکٹر عبدالقدیر سے بھی اعتراف جرم آپ کے ذریعے کروایا جا چکا ہے۔ یعنی عالمی برادری کے سامنے رکھنے کے لئے ہمارے خلاف مضبوط کیس تیار کیا جا چکا ہے۔ سازش کچھ یوں لگتی ہے کہ وہ ایٹمی صلاحیت جو اللہ رب العزت نے معجزۂ عطا کی تھی اور اپنی رحمت سے اسے ہماری حفاظت کا ذریعہ بنایا تھا دشمن اسے چھیننے کی پوری منصوبہ بندی کر چکا ہے۔ اس صلاحیت کے چھن جانے کے دو ہی نتیجے برآمد ہو سکتے ہیں۔ یا تو بھارت جو ہمارا ازلی اور پیدائشی دشمن ہے وہ اپنی دیرینہ خواہش پورا کرتے ہوئے ہمیں پھر خود میں ضم کر لے گا' یا پھر ہم علاقہ میں نیپال اور بھوٹان کی سطح کے ملک بن جائیں گے۔ اس حقیقت کو جھٹلانا کہ ہمارے خلاف عالمی سطح پر منصوبہ بندی ہو رہی ہے یا ہمیں کوئی بیرونی خطرہ درپیش ہے روزِ روشن میں سورج کی موجودگی کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں اور ہر حقیقت کو تسلیم کرنا ہی انصاف کا تقاضا ہے کہ پاکستان کو اندرونی طور پر بھی بہت سے خطرات لاحق ہیں لیکن صدر محترم ذرا غور تو فرمائیں کہ اندرونی سطح پر درپیش ان خطرات کی وجوہات کیا ہیں۔ سیدھی سی بات ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر جمہوری طریقے سے وجود میں آیا لیکن اندرونی سطح پر بھی اس بیچارے ملک کے خلاف روزِ اوّل سے ایک اتحادِ ثلاثہ سرگرم ہے۔

(۱) سول بیوروکریسی (۲) جاگیرداروں اور سرمایہ داروں پر مشتمل سیاسی شعبدہ باز (۳) فوج

(باقی صفحہ 12 پر)

سید قاسم محمود

لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

خودی کا سرِّ نہاں لا الٰہ اِلَّا اللہ — خودی ہے تیغ، فساں لا الٰہ اِلَّا اللہ
یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے — صنم کدہ ہے جہاں، لا الٰہ اِلَّا اللہ
کیا ہے تُو نے متاعِ غرور کا سودا — فریبِ سُود و زیاں، لا الٰہ اِلَّا اللہ
یہ مال و دولتِ دنیا، یہ رشتہ و پیوند — بُتانِ وہم و گماں، لا الٰہ اِلَّا اللہ
خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زُنّاری! — نہ ہے زماں، نہ مکاں، لا الٰہ اِلَّا اللہ
یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند — بہار ہو کہ خزاں، لا الٰہ اِلَّا اللہ
اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں — مجھے ہے حکمِ اذاں، لا الٰہ اِلَّا اللہ

یہ لازوال، عدیم النظیر اور انتہائی پُراثر نظم اقبال کے مجموعۂ کلام ''ضربِ کلیم'' میں شامل ہے جو پہلی مرتبہ اُن کی وفات سے دو سال قبل 1936ء میں شائع ہوا تھا۔ فلسفۂ اسلام کا بنیادی نکتہ ''توحید'' اس نظم کا مرکز و محور ہے۔ پہلے شعر میں کلمۂ توحید ''لا الٰہ الاّ اللہ'' کی تشریح کے لئے انہوں نے اپنی معروف اصطلاح ''خودی'' استعمال کی ہے۔ خودی کے لفظی معنی ہیں خود بینی، انا، غرور، تکبر۔ اقبال کے فلسفے میں خودی کا مصداق تزکیۂ نفس ہے، یہ ایک غیر مادی اور روحانی جوہر ہے، جس کی بناء پر انسان کو اشرف المخلوقات کا لقب ملا، جسے قرآن مجید نے نفس سے تعبیر کیا ہے، اور جس کی تین حالتیں بیان کی ہیں: نفس امارہ، نفس لوامہ اور نفسِ مطمئنہ۔ خودی اپنے نفس کی معرفت ہے۔

(1) سِرِّ نہاں: چھپا ہوا راز۔ فساں: تلوار کی دھار تیز کرنے والا آلہ۔ سان۔

خودی یعنی اپنی ذات اور اپنے نفس کی معرفت کا راز کلمۂ توحید لا الٰہ الا اللہ میں چھپا ہوا ہے۔ معرفتِ نفس اس بات پر موقوف ہے کہ انسان توحید باری تعالیٰ پر ایمان لائے۔ وہ اللہ کے سوا نہ کسی ہستی سے ڈرتا ہے، نہ کسی کی اطاعت کرتا ہے۔ فلسفۂ توحید پر عمل کرنے ہی سے خودی کی مخفی قوتیں بروئے کار آ سکتی ہیں۔ خودی کو اگر تلوار سے تشبیہ دی جائے تو اس تلوار کو تیز کرنے والی سان توحید ہے۔ توحید پر ایمان لائے بغیر خودی کی تلوار کند رہتی ہے۔

(2) براہیم: مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں، جنہوں نے اپنے وقت کے بادشاہ اور خود کو خدا کہلوانے والے نمرود کا طلسم توڑ دیا تھا اور اُس کی بت پرستی کا سارا نظام پاش پاش کر دیا تھا۔ صنم کدہ: بت خانہ۔

موجودہ دور نمرود کے زمانے کی طرح توحید کو چھوڑ کر بت پرستی کی طرف مائل ہو چکا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ بت پتھر کے ہی ہوں۔ عصر حاضر کے انسان نے غیر خدا کے بت اپنے دل میں تراش کر رکھے ہوئے ہیں۔ یہ پورا جہان بت خانہ بن کر رہ گیا ہے۔ کفر، الحاد، شرک، مادہ پرستی، زر پرستی، خدا گریزی، اور یہ جتنی بھی نفسا نفسی اور برائیاں ہمیں اپنے اردگرد نظر آتی ہیں، یہ سب بت ہی تو ہیں۔ اقبال کہتے ہیں، جس طرح نمرود کے زمانے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بت پرستی کے تمام تصورات یکسر ختم کر دیئے تھے، اسی طرح آج بھی ضرورت ہے کہ اس جہان کو جو بت کدہ بن چکا ہے، کوئی ابراہیمؑ کا سا بت شکن قائد آئے اور آ کر ان ساری برائیوں کا خاتمہ اور ان سارے بتوں کا انہدام کرے اور ابراہیمؑ کی طرح توحید الٰہی قائم کرے۔

(3) متاعِ غرور: غرور کی دولت، دنیا کی دولت، مادی دولت۔ سود: نفع۔ زیاں: نقصان۔

اے مسلماں! تجھے تو توحید کا علم بردار ہونا چاہئے تھا، لیکن تو نے مادی دولت اور اس کے نفع و نقصان ہی کو اپنا مقصودِ حیات بنا لیا ہے، جبکہ قرآن مجید نے مادی اور دنیاوی زندگی کو دھوکے کی پونجی قرار دیا ہے: وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور۔ تو نے آخرت کو چھوڑ کر دارالدنیا کو اپنا لیا ہے۔ ارے ناداں! نہ اس دنیا کی کوئی اصلیت ہے اور نہ اُس کا سود و زیاں کوئی حقیقت رکھتا ہے، کیونکہ اللہ کے سوا نہ کوئی معبود ہے، نہ مقصود، نہ مطلوب۔

(4) رشتہ و پیوند: عزیز داریاں، خون کے رشتے۔

دنیا کی دولت اور یہ سب تعلقات اور رشتے ناطے، وہم و گمان کے بت ہیں۔ یہ محض فریب خیال ہیں۔ ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ اصل حقیقت ایک ہے: ''لا الٰہ الاّ اللہ''۔

(5) خرد: عقل۔ زمان و مکاں: یہ کائنات، یہ زمانہ، یہ سب کچھ وقت اور جگہ کی قید میں محدود ہے۔ زُنّاری: برہمنوں کا دھاگا جسے جنیو کہتے ہیں۔ مراد ہے کافر ہو جانا۔

انسانی عقل تو کائنات اور زمانے کی پجاری بن کر رہ گئی ہے، حالانکہ کائنات اور زمانہ، یہ سب عارضی اور فنا پذیر ہیں۔ اصل چیز حیاتِ ابدی اور آخرت ہے۔ دنیا کو حاصل کرنا اور آخرت کو بھول جانا، یہ عقل کو منظور ہے۔ ایمان تو یہ ہے کہ دنیا کو آخرت کے تابع کر دیا جائے۔ یہی توحید کا سبق ہے۔ توحید پر عمل ہو تو دنیا بھی دین بن جاتی ہے۔

(6) ''لا الٰہ الا اللہ'' کا نغمہ کسی موسم، کسی زمانے کا پابند نہیں۔ بہار ہو یا خزاں، توحید ہر حالت میں قائم رہتی ہے اور قائم رہنی چاہئے۔ اے مسلمان! دنیاوی طور پر تیرا عروج ہو یا زوال، تیرا بدن توحید سے خالی نہیں ہونا چاہئے۔ خوش حالی اور بدحالی دونوں صورتوں میں توحید ہی تیری رہنما روشنی ہونی چاہئے۔

(7) معلوم ہے کہ اگرچہ فی زمانہ مسلمانوں نے اپنی آستینوں میں بت چھپا رکھے ہیں، یعنی توحید ترک کر کے کفر و شرک کے پجاری بنے ہوئے ہیں اور آخرت پر دنیا اور اس کے نفع و نقصان کو ترجیح دے رہے ہیں، لیکن مجھے تو اللہ کا حکم ہے کہ فلاح کی طرف پکارتا جاؤں، خیر کی طرف بلاتا جاؤں، اذان دیتا جاؤں: لا الٰہ الا اللہ، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے۔

منبر و محراب

التّذکیر بایّام اللہ

بحوالہ مطالعہ سورۂ قٓ......(3)

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب کے 11 مارچ 2005ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

سورۂ قٓ کی ابتدائی گیارہ آیات ہم پڑھ چکے ہیں۔ ان آیات میں خاص طور پر تذکیر کا جو پہلو اُجاگر کیا گیا اُسے شاہ ولی اللہ کے الفاظ میں تذکیر بآلاءِ اللہ کہا جائے گا۔ بارہویں آیت سے تذکیر کا جو انداز شروع ہو رہا ہے اس کے لیے شاہ ولی اللہ نے ''تذکیر بایام اللہ'' کا عنوان قائم کیا ہے۔ گویا قرآن مجید دو انداز سے تذکیر کرتا ہے۔ ایک بآلاءِ اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے تخلیق کردہ مظاہر فطرت کے حوالے سے' یہ وہی لفظ ہے جو سورۂ رحمٰن میں ہے: ﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ﴾ ''(اے جن و اِنس) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے''۔ اس کائنات میں اللہ کی قدرت کے جو مظاہر پھیلے ہوئے ہیں' اللہ کی خلاقی اور صناعی کے حوالے سے غور کرو۔ کیا یہ زمین و آسمان خود بخود بن گئے یا ان کا بنانے والا کوئی ہے؟

چنانچہ جو آیات ہم نے پڑھی ہیں انہی میں یہ مضمون بھی تھا ﴿اَفَلَمْ یَنْظُرُوْۤا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَزَیَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ﴾ (قٓ:6) ''کیا وہ نگاہ نہیں ڈالتے آسمان کی طرف (کیا غور نہیں کرتے) کہ ہم نے اِسے کیسے تعمیر کیا۔ اور کیسے ہم نے اس کو زینت بخشی ہے اور اس میں کہیں شگاف نہیں ہے''۔ یہ سب سے نچلے آسمان کو ہم نے مزین کیا ستاروں سے جو چراغوں کی طرح رات کو جلتے ہوئے' جھل مل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں' یہ تمام سیارے اور ستارے اجرام فلکی جو کروڑوں نوری سال کے فاصلے پر ہیں' یہ سب سے نچلا آسمان ہے۔ اس پر نظر ڈالو۔ کوئی یاد آئے گا۔ ان مظاہر فطرت کے پردوں کے پیچھے چھپی ہوئی جو اصل حقیقت ہے اس کی طرف تمہارا ذہن منتقل ہوگا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

ردائے لالہ و گل' پردۂ ماہ و انجم
جہاں جہاں وہ چھپے ہیں عجیب عالم ہے

علامہ اقبال نے بھی اسی حوالے سے دعوتِ مشاہدہ دی ہے ؎

کھول آنکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ
مشرق سے اُبھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

دیکھنے سے کیا ہوگا؟ وہ تذکیری عمل شروع ہو جائے گا۔

تذکیر کا دوسرا انداز جو قرآن اختیار کرتا ہے وہ ''تذکیر بایام اللہ'' ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ انسان کو توجہ دلاتے ہیں تاریخ انسانی کے اُن بڑے بڑے ایام کے حوالے سے جب اللہ تعالیٰ نے قوموں کی ہلاکت کے فیصلے کیے' پوری پوری تہذیبیں چشم زدن میں ملیامیٹ ہوگئیں۔

ان واقعات میں بھی تمہارے لیے تذکیر و موعظت کا سامان ہے۔ ذرا یاد کرو کہ قوم نوح کے ساتھ کیا ہوا' قوم ثمود پر کیا بیتی۔ چنانچہ اگلی آیت میں اسی کا اشارہ ہے جو آج ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ فرمایا: ﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ﴾ ''جھٹلایا تھا ان سے پہلے نوح کی قوم نے اور کنویں والوں نے اور ثمود نے''۔ آج جس طرح قریش مکہ جھٹلا رہے ہیں' مذاق اڑا رہے ہیں کہ یہ نبی کہتا ہے جب ہم مر جائیں گے' مٹی میں مل جائیں گے' ہمارے Cells بھی تحلیل ہو جائیں گے' ہڈیاں بکھر جائیں گی تو ہمیں پھر جمع کیا جائے گا' یہ کیسی مضحکہ خیز باتیں کر رہا ہے۔ معاذ اللہ! اسی قسم کے یہ کلمات' کہ اگر اللہ نے کسی کو نبی بنا کر بھیجنا تھا تو کسی فرشتے کو بھیجتا' ہم کسی بشر کو نبی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اے نبی! اس قسم کی جو باتیں کہی جا رہی ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے' پہلے بھی بڑی بڑی قوموں نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا ہے۔ ﴿وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ﴾ ''اور قوم عاد نے' آلِ فرعون نے اور قوم لوط نے بھی جھٹلایا''۔ اور قریشِ مکہ کی تو کوئی حیثیت نہیں' ہم نے ان سے پہلے بہت بڑی بڑی تہذیبیں رسولوں کی تکذیب کرنے پر ملیامیٹ کر دی تھیں۔ ﴿وَّاَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ﴾ ''اور جنگل کے رہنے والوں (یعنی قوم شعیبؑ نے) اور تبع کی قوم (یعنی یمن کے رہنے والوں نے بھی رسولوں کی تکذیب کی) ان سب نے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہمارا وعدۂ عذاب بھی پورا ہو کر رہا''۔

رسول انہیں خبردار کرتے رہے کہ دیکھو اگر تم نے حق بات کو نہ مانا' اللہ پر ایمان نہ لائے' توحید کو اختیار نہ کیا تو دنیا میں بھی تم پر عذاب آئے گا اور آخرت میں بھی جہنم میں جھونکے جاؤ گے۔ لیکن وہ مذاق اڑاتے رہے کہ وہ عذاب آتا کیوں نہیں۔ ایک وقت تک اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے۔ پھر اللہ کی سنت' اللہ کا قانون ان پر لاگو ہوا اور پوری دنیا جانتی ہے کہ ان تمام قوموں پر عذاب آیا۔ رسول نے انہیں جو دھمکی پہلے دن سنائی تھی وہ بالآخر پوری ثابت ہوئی' اور اللہ نے اپنے رسول اور اہل ایمان کو بچالیا۔ کیا اس میں عبرت کا سامان نہیں ہے؟ قریش کے لئے کہا گیا کہ اگر تم نے بھی تکذیب کی روش اختیار کیے رکھی تو تمہیں بھی اللہ کے عذاب سے کوئی نہ بچا سکے گا۔

یہ ہے تذکیر بایام اللہ' یعنی اللہ کے بڑے بڑے دنوں کے حوالے سے نصیحت' موعظت اور سبق آموزی۔

اب آگے خطاب کا رخ ایک دم بدلتا ہے کہ تم مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کو جھٹلا رہے ہو۔ چنانچہ فرمایا ﴿اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ﴾ ''کیا ہم تھک گئے ہیں پہلی مرتبہ پیدا کرنے کے بعد''۔ کہ وہ اللہ جس کی قدرت کے نمونے کائنات میں جا بجا بکھرے ہوئے ہیں' وہ اللہ جس نے رسولوں کی تکذیب کرنے والی قوموں کو تباہ و برباد اور ملیامیٹ کر دیا' اس کے بارے میں تمہیں اس بات کا شبہ ہے کہ وہ دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا۔ تم یہ مانتے ہو کہ تمہیں پہلی مرتبہ اسی اللہ نے پیدا کیا تھا' تو سوچو کہ دوبارہ پیدا کرنے میں اس کے لیے کیا رکاوٹ ہے۔ کیا وہ تھک گیا کہ دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا یا عاجز ہو گیا اور اس کی خلاقی کے سوتے خشک ہو گئے؟ یہ تمہاری عقل بھی مانتی ہے۔ تم خود کہتے ہو کہ تم جو کام ایک مرتبہ کرلو دوسری مرتبہ آسان تر ہو جاتا ہے۔ لیکن تم اسی بات میں تعجب کر رہے ہو۔ فرمایا ﴿بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ﴾ ''بلکہ وہ خلق جدید (دوبارہ پیدا کرنے) کے حوالے سے شک و شبے میں گرفتار ہیں''۔ یعنی عقل تو مانتی ہے لیکن وہ پھر بھی وسوسوں میں مبتلا ہیں۔ یہی بات سورۂ قیامہ کے اختتام میں بیان ہوتی ہے: ﴿اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾﴾ ذرا اس کی خلاقی پر تو غور کرو۔ کیا گندے پانی کی بوند سے تمہارے وجود کا آغاز نہیں ہوا ہے۔ غور کرو کہ تم کیا تھے رحم مادر میں تم کن مراحل سے گزرے ہو۔ اب جس کی خلاقی کا یہ عالم ہے کہ تمہیں گندے پانی کے قطرے سے وجود بخشا' کیا وہ تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے۔ یہ تو عقل انسانی بھی مانتی ہے۔ لیکن پھر انسان کیوں

وسوسوں اور شکوک وشبہات کا شکار رہتا ہے؟ اس لیے کہ انسان اپنے عیش وآرام کو ترک نہیں کرنا چاہتا اور جن گناہوں کا وہ عادی ہو چکا ہے انہیں چھوڑنا نہیں چاہتا۔ لہٰذا وہ مختلف قسم کے بہانے تراشتا ہے۔ جیسا کہ اس مصرع میں نفس انسانی کی اس کیفیت کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا گیا ع ''اب تو آرام سے گزرتی ہے' آخرت کی خبر خدا جانے'' کہ آخرت کی خبر تو معلوم نہیں' شاید ہو یا شاید نہ ہو۔ لیکن فرض کرو ہم مر گئے اور دوبارہ کوئی زندگی نہ ہوئی اور اس دنیا میں بھی اپنے آپ کو ان لذتوں سے روک کر رکھا تو یہ بڑے خسارے کا سودا ہوگا۔ اس قسم کے وسوسوں کو شیطان مزید تحریک دیتا ہے اور پٹیاں پڑھاتا ہے' چنانچہ انسان دوبارہ پیدا کئے جانے کے حوالے سے الجھ کر رہ جاتا ہے۔

آگے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ﴾ ''ہم نے ہی پیدا کیا ہے انسان کو' اور ہم خوب جانتے ہیں کہ اس کا نفس کیا وسوسہ اندازی کرتا ہے''۔ یہ انسان اللہ تعالیٰ کی خلّاقی کا شاہکار ہے۔ اسے مسجود ملائک بنایا گیا یعنی فرشتوں کو اس کے آگے جھکایا گیا۔ اس میں واضح اشارہ ہے کہ انسان فرشتوں سے اوپر جا سکتا ہے' لیکن ساتھ ہی اس کے اندر وہ رجحانات بھی ہیں کہ یہ انتہائی پستی کی طرف بھی جانے والا ہے۔ بہرکیف جس نے اسے پیدا کیا ہے وہ بہتر جانتا ہے کہ اس کا نفس کیا وسوسہ اندازی کرتا ہے۔ جن فکری تضادات میں آج کا انسان مبتلا ہے' اللہ ان سے خوب واقف ہے۔ مثلاً آج کا ماڈرن تعلیم یافتہ طبقہ فرائڈ کو نفسیاتِ انسانی کا سب سے بڑا ماہر مانتا ہے۔ فرائڈ کے نزدیک نفس انسان میں سب سے زیادہ طاقتور جذبہ جنسی جذبہ ہے۔ اس کے نزدیک انسان کے ہر کام کے پیچھے کوئی نہ کوئی جنسی محرک نظر آئے گا۔ اگر یہ بات ہے تو پھر جنس کے معاملے کو بہت زیادہ اہمیت ہونی چاہئے' یعنی انسان کے اس جذبے کو غلط رُخ سے بچانے کے لئے قدم قدم پر پابندیاں ہونی چاہئیں۔ لیکن آج کے مہذب انسان کی تضادِ فکری کا یہ عالم ہے کہ وہ کہتا ہے پردہ تو اصل میں نگاہ کا ہوتا ہے' یہ خواہ مخواہ مولویوں کے سر پر عورت سوار ہے۔ ع آہ! بیچاروں کے اعصاب پر عورت ہے سوار!'' ہم پڑھے لکھے لوگ ہیں' ہم ان چیزوں سے ماورا ہیں' ہم کلچرڈ لوگ ہیں۔ ہمیں پردے کی پابندیوں کی ضرورت نہیں۔ ایک طرف مان رہے کہ انسان جو کچھ کرتا ہے اس میں اصل محرک جنسی جذبہ ہی نظر آئے گا لیکن دوسری طرف اپنے عمل سے اس کی صاف نفی کر رہے ہیں' حالانکہ فرائڈ کے تصورات کو ماننے کا تقاضا تو یہ ہے کہ پردہ' ستر' حجاب کے احکامات کو زیادہ سختی سے نافذ کیا جائے تاکہ انسان اپنی حدود میں رہے۔ اللہ نے اگر ستر وحجاب کے احکامات رکھے ہیں تو اس لئے کہ اسے معلوم ہے انسان کے نفس میں کیا وسوسہ اندازی ہوتی ہے۔

چنانچہ آگے فرمایا: ﴿وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ﴾ ''اور ہم اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں''۔ وہ خوب جانتا ہے انسان کے اندر کیا کچھ رجحانات ہیں' نفس میں کیا وسوسہ اندازی ہوتی ہے اور شیطان کیسے پھونکیں مارتا ہے۔ اس لئے کہ وہ انسان کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اس کا عام مفہوم جو متفق علیہ ہے' یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر شے کو محیط ہے۔ وہ ہر وقت' ہر آن ہمارے ظاہر سے بھی واقف ہے' ہمارے باطن سے بھی واقف ہے۔ ہمارے سینے میں مخفی خواہشات' امنگوں' تمناؤں اور ہماری نیتوں سے بھی واقف ہے۔ بعض اوقات ہمیں اپنے کسی عمل کے محرک کا خود اندازہ نہیں ہوتا' لیکن وہ سب جاننے والا ہے کہ فلاں عمل جو بظاہر نیکی کا کیا جا رہا ہے اس کے پیچھے اصل محرک کیا ہے۔ اسی طرح شہ رگ سے قریب ہونے کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کے ظاہر و باطن پر پورے طریقے سے قابض ہے۔ اس نے اپنے بندوں کی حفاظت کے لئے فرشتوں کو مامور کر رکھا ہے۔ مثلاً ہم سے کسی کو موت کا وقت معلوم نہیں ہے' یہ صرف اللہ کو معلوم ہے۔ اس وقت کے آنے سے پہلے اللہ نے موت سے محفوظ رکھنے والے فرشتے متعین کر رکھے ہیں۔ بہرحال وہ اپنے طور پر ہمارے تمام اعمال اور دل میں پیدا ہونے والے خیالات سے تو واقف ہے لیکن اس نے انسان کے اعمال کا ریکارڈ رکھنے کے لئے فرشتوں کا بھی نظام بنا رکھا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿اِذْ یَتَلَقَّی الْمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ﴾ ''جبکہ اخذ کرتے ہیں دو اخذ کرنے والے' جو بیٹھتے ہیں دائیں اور بائیں''۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا علم گو اپنی جگہ کامل ہے لیکن اس نے انسان کا منہ بند کرنے کے لئے اضافی طور پر دو فرشتے بھی مامور کر رکھے ہیں' تاکہ بروز قیامت اس کے اعمال کا ریکارڈ دکھایا جا سکے۔ وہ فرشتے کیا کرتے ہیں: ((مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ)) ''کوئی بات اس کی زبان پر نہیں آتی مگر ایک نگہبان اس کے پاس تیار رہتا ہے (لکھ لیتا ہے)''۔ اس طرح جو اعمال نامہ تیار ہوگا وہ ہمارے ہاتھ میں تھما دیا جائے گا۔ سورۃ انفطار میں ان فرشتوں کے لئے الفاظ آئے: ﴿کِرَامًا کَاتِبِیْنَ﴾ ''وہ لکھنے والے بہت معزز' صاحب احترام ہیں''۔ ﴿یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾ جو کچھ تم کرتے ہو' وہ خوب جانتے ہیں۔

اب آگے پھر تذکیری انداز ہے: ﴿وَجَآءَتْ سَکْرَۃُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ﴾ ''اور (بالآخر) موت کی بے ہوشی طاری ہوگئی حقیقت کھولنے کے لئے''۔ دیکھئے یہ تذکیر ہے موت کے حوالے سے' یعنی تم قیامت کا انکار کر سکتے ہو کہ وہ آئے گی یا نہیں آئے گی لیکن موت کا انکار تو نہیں کر سکتے جو اللہ کے منکر ہیں وہ بھی مانتے ہیں کہ موت ایک حقیقت ہے۔ یہ انسان ایک خاص عمر تک ہی زندہ رہ سکتا ہے۔ انسان اپنے ہاتھوں سے اپنے عزیز واقارب کو قبر میں چھوڑ کر آتا ہے' لہٰذا وہ موت کا انکار نہیں کر سکتا۔ وہ موت سے بچنے کے لئے کچھ بھی کر لے لیکن موت سے فرار ممکن نہیں۔ یہ انسانی کمزوری ہے کہ وہ موت کی حقیقت تسلیم کرنے کے باوجود موت سے غافل رہتا ہے یا جان بوجھ کر اس کے خیال کو بھلائے رکھتا ہے' لیکن موت اچانک سر پر آ کر کھڑی ہو جاتی ہے' اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ فرمایا: ﴿ذٰلِكَ مَا کُنْتَ مِنْهُ تَحِیْدُ (19)﴾ ''یہ ہے وہ وقت جس کو تم ٹالا کرتے تھے''۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذہن کا چور پکڑا ہے' ہم خود اپنے کسی عزیز کو دفنا کر آتے ہیں' کسی کی نماز جنازہ کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں' تدفین ہوتی ہے' لامحالہ موت کا خیال تو آتا ہے لیکن پھر ہم اُسے جھٹک دیتے ہیں۔ نہیں' ابھی میرے لئے تو بہت وقت باقی ہے۔ ٹھیک ہے اس کی موت کا وقت آیا تھا لیکن میرا ابھی بہت ٹائم ہے' مجھے ابھی اپنے آپ کو اس پریشانی میں مبتلا کرنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ جس کو تم ٹال دیا کرتے تھے' جس کا ذکر بھی تمہیں پسند نہیں تھا' وہ جب تمہارے سر پر آئے گی تو تمہیں مہلت نہیں ملے گی' پھر تم اس سے بھاگ نہیں سکو گے۔

اب اس سے اگلی بات آ رہی ہے: ﴿وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ یَوْمُ الْوَعِیْدِ﴾ ''اور (پھر) صور پھونکا جائے گا' یہی ہے وعدے کا دن''۔ موت کے بعد سب حقیقت کھل جائے گی اور بالآخر قیامت کے روز انسان کو دوبارہ کھڑا کیا جائے گا۔ اس حوالے سے حدیث میں تو ہے: ((مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُهٗ)) ''دنیا میں جس کی موت آ گئی' اس کی قیامت تو واقع ہو گئی''۔ ایک تو اس اعتبار سے کہ اس کے لئے عمل کا دروازہ' توبہ کا دروازہ بند ہو گیا۔ اب تو میدانِ حشر میں اسے نتیجہ دکھایا جائے گا' یعنی اس کے لئے مہلت عمل ختم ہو گئی۔ اس اعتبار سے جب بھی ہم کسی کے جنازے میں جائیں تو سب سے بڑا سبق ہمیں یہ ملنا چاہئے کہ ہم بڑے خوش قسمت ہیں کہ ہمیں ابھی مہلت عمل ملی ہوئی ہے۔ توبہ کی مہلت ہے۔ مرنے والا جس کا ہم جنازہ ادا کر رہے ہوتے ہیں' معلوم نہیں اس کے احساسات کچھ ہوتے ہیں یا نہیں' وہ بھی ہماری خوش قسمتی پر ناز کرتا ہو گا کہ ابھی تو ان کے پاس وقت ہے' لیکن ساتھ ہی ہماری بے وقوفی پر روتا بھی ہوگا کہ یہ لوگ اس مہلت سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے۔ بہرکیف جو مر گیا اس کے لئے قیامت واقع ہو گئی۔ دوسری قیامت بھی دور نہیں ہے۔ جب صور پھونکا جائے گا اور یہ ہوگا وہ دن جس سے رسول ڈراتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ وقت آ گیا جس کے بارے

(باقی صفحہ 16 پر)

اسلام سب سے زیادہ روشن خیال اور اعتدال پسند دین ہے۔ موجودہ روشن خیالی دجالی تہذیب کا فتنہ ہے
اسلام میں حدود و قیود کا خیال رکھتے ہوئے اجتہاد کا دروازہ کھلنا چاہیے (ڈاکٹر اسرار احمد)

روشن خیالی کی اصطلاح مغرب کی ایجاد کردہ ہے ہمیں اس تصور کو قبول کرتے ہوئے آگے بڑھنا چاہیے (ڈاکٹر جاوید اقبال)

صدر مشرف کی روشن خیالی یہ کہ امریکہ کی تابعداری اختیار کی جائے یہ روشن خیالی نہیں بلکہ کفر کی پریشان خیالی ہے۔ (انجینئر سلیم اللہ)

موجودہ روشن خیالی ایک سراب ہے نبی کریمؐ سے زیادہ روشن خیال اس کائنات میں کوئی نہیں ہوسکتا۔ (مولانا ملک عبدالرؤف)

مشرف اسلام کا ایسا ایڈیشن متعارف کروانا چاہتے ہیں جو یہود و نصاریٰ کو قابل قبول ہو۔
جبکہ روشن خیالی کا موجودہ تصور نبی کریمؐ کے دین سے دستبرداری کا نام ہے۔ (حافظ عاکف سعید)

علماء سخت مؤقف میں لچک پیدا کریں ایک دوسرے کے مؤقف کو سنتے رہے تو تقسیم در تقسیم کا عمل ختم ہوگا۔
روشن خیالی کی باقاعدہ کوئی تعریف نہیں حتیٰ کہ صدر مشرف بھی اس معاملے میں کنفیوز ہیں۔ (ڈاکٹر شاہد مسعود)

''روشن خیالی کا موجودہ تصور اور اسلام''

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام قرآن آڈیٹوریم میں منعقدہ سیمینار کی روداد

مرتب: وسیم احمد (نائب ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

تنظیم اسلامی نے 27 مارچ بروز اتوار صبح ٹھیک 10 بجے قرآن آڈیٹوریم میں ''روشن خیالی کا موجودہ تصور اور اسلام'' کے موضوع پر ایک عظیم الشان سیمینار کا انعقاد کیا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا سٹیج سیکرٹری جناب مرزا ایوب بیگ ناظم نشر و اشاعت نے تمہیدی کلمات ادا کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے حکمران اپنے بیانات اور تقاریر میں روشن خیالی کو اس طرح پیش کررہے ہیں جیسے یہ اسلام کی ضد ہے۔ حالانکہ اسلام سب سے زیادہ روشن خیال اور اعتدال پسند دین ہے۔ اسلام کے علاوہ روشن خیالی کی باتیں روشنی نہیں تاریکی پھیلانے والی ہیں۔ ابھی سٹیج سیکرٹری صاحب ابتدائی کلمات ہی ادا کررہے تھے کہ قرآن آڈیٹوریم اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود تنگی داماں کا منظر پیش کرنے لگا جس کے تدارک کے طور پر آڈیٹوریم سے ملحقہ گراؤنڈ میں شامیانے لگا کر ویڈیو سکرین آویزاں کردی گئی 10:15 کے بعد آنے والے حاضرین کی کثیر تعداد نے حال سے باہر بیٹھ کر پروگرام میں شرکت کی۔ دلچسپ موضوع اور حاضرین کے پسندیدہ مقررین کے پینل نے نماز ظہر تک انہیں مسحور کیے رکھا۔ سیمینار کے پہلے مقرر مولانا ملک عبدالرؤف صاحب نے مجوزہ موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا نبی کریمؐ سے روشن خیال اس کائنات میں کوئی ہو ہی نہیں سکتا آپ جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کو دور کرنے اور اس دنیا میں نور ہدایت پھیلانے کے لیے آئے۔ آج دنیا میں اگر کوئی خیر اور روشنی نظر آتی ہے تو وہ نبی کریمؐ کے صدقے ہے۔ ہمارے حکمرانوں کی موجودہ روشن خیالی ایک سراب ہے۔ اس نظریے کے علمبردار یہ چاہتے ہیں کہ اجتہاد کے نام پر حلال حرام کی تمام حدیں ختم کردیں جائیں۔

سیمینار کے دوسرے مقرر انجینئر سلیم اللہ خان صاحب جو اپنی نہایت اہم مصروفیت

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام سیمینار سے ڈاکٹر اسرار احمد، ڈاکٹر شاہد مسعود، حافظ عاکف سعید، انجینئر سلیم اللہ خان، مرزا ایوب بیگ اور ڈاکٹر جاوید اقبال خطاب کررہے ہیں

میں سے وقت نکال کر پروگرام میں تشریف لائے انہوں نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس موضوع پر سیمینار کا انعقاد بہت بڑی دینی خدمت ہے۔ آج ہمارے حکمران روشن خیالی کا فلسفہ اسلام کے مقابلے میں پیش کر رہے ہیں۔ صدر مشرف کی روشن خیالی یہ ہے کہ امریکہ کی تابعداری اختیار کی جائے اور قرآن وسنت کی تعلیمات سے جان چھڑائی جائے۔ یہ روشن خیالی نہیں بلکہ کفر کی پریشان خیالی ہے۔ ہمارے حکمران کہتے ہیں کہ اگر اجتہاد نہ کیا گیا تو شریعت پیچھے رہ جائے گی اور معاشرہ آگے نکل جائے گا۔ حالانکہ شریعت ہی معاشرے کو آگے لے جانے والی ہے۔ انہوں نے مغلیہ دور کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اس دور میں شہنشاہ اکبر نے بھی روشن خیالی دکھاتے ہوئے شریعت کے احکامات میں من مانی تبدیلیاں کی تھیں اور آج پرویز مشرف صاحب روشن خیالی کے نام پر سود شراب اور کھلے عام فحاشی وعریانی کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ حالانکہ اسلام میں اس حوالے سے بہت سخت احکامات وارد ہوئے ہیں۔ ہم سب پر فرض ہے کہ حکمرانوں کے روشن خیالی کے موجودہ تصور سے ٹکرائیں اور اس کا مقابلہ کر کے اسے ختم کریں۔

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حقیقی روشن خیالی نور مصطفیٰ ؐ سے عبارت ہے۔ ہمارے حکمران آسمان امریکہ سے نازل ہونے والے تصور روشن خیالی کا بغیر سوچے سمجھے راگ آلاپ رہے ہیں۔ ان کی روشن خیالی کا تصور نبی کریم ؐ کے لائے ہوئے دین سے دستبرداری کا نام ہے۔ امریکی دباؤ پر صدر مشرف اسلام کا ایسا ایڈیشن متعارف کروانا چاہتے ہیں جو یہود ونصاریٰ کے لیے قابل قبول ہو۔ انہوں نے کہا کہ علامہ اقبال دور حاضر کے روشن خیال مفکر تھے۔ اقبال کے نزدیک آج دنیا میں جو بھی خیر ہے وہ نور مصطفیٰ ؐ کا پرتو ہے اس کے سوا ہر شے تاریکی وجہالت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر صدر مشرف کے نزدیک مغرب کی بے حیا مادر پدر آزاد تہذیب روشن خیالی ہے تو انہیں اقبال کا نام بھی زبان پر نہیں لانا چاہیے کیونکہ اقبال تحفظِ ناموس زن کے علمبردار تھے۔ مغربی تہذیب انسان کو شرم وحیا سے عاری انسان بنا دیتی ہے یہ مادر پدر آزاد تہذیب انسان کو سوشل حیوان بنانے کی تحریک ہے۔ جبکہ اسلام جس روشن خیالی کا درس دیتا ہے وہ انسانیت کو انسانیت کی معراج عطا کرتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے کہ یہود ونصاریٰ کو دوست مت بناؤ ورنہ تمہارا شمار بھی انہی میں ہوگا لیکن افسوس ان تعلیمات کے برعکس ہم نے امریکہ کو اپنا ملجا وماویٰ بنایا ہوا ہے۔

جسٹس (ریٹائرڈ) ڈاکٹر جاوید اقبال نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ روشن خیالی یا لبرل ازم کی اصطلاح مغرب کی ایجاد کردہ ہے۔ ہمیں روشن خیالی کے تصور کو قبول کرتے ہوئے آگے بڑھنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ جس کسی نے بھی مسلمانوں کی ترقی کے لیے خلوص نیت سے کوشش کی علماء نے اس پر کفر کے فتوے لگائے جس کا مظہر یہ ہے کہ علماء نے نہ صرف سید جمال الدین افغانی' سر سید احمد خان' مولانا شبلی نعمانی بلکہ علامہ اقبال تک کی مخالفت کی۔ انہوں نے کہا کہ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ روشن خیالی اسلام کا بنیادی عنصر ہے لیکن ہمیں جب بھی رہنمائی کی ضرورت پڑی علماء نے ہماری رہبری نہیں کی۔ علماء نے ملت کو اسلام کے بند راستوں سے روشناس تو کرایا' لیکن یہ نہیں بتایا کہ اسلام میں کون سے راستے کھلے ہیں۔ اگر علماء یہ کام کرتے تو آج ہمارا شمار بھی ترقی یافتہ اقوام میں ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ اقبال کے نزدیک سائنس اور ٹیکنالوجی کا علم حاصل کرنا عبادت سے کم نہیں۔ کہ ہمیں قدامت پسندی کا راستہ ترک کر کے اصلاح پسندی کا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے۔

تقریب کے مہمان خصوصی ARY کے (ڈائریکٹر نیوز اینڈ کرنٹ افیئرز) ڈاکٹر شاہد مسعود نے کہا کہ ہمارے علماء کرام کو اپنے سخت مؤقف میں لچک پیدا کرنی چاہیے۔ البتہ یہ امر خوش آئند ہے کہ ہم نے حساس موضوعات پر ڈائیلاگ کا آغاز کر دیا ہے۔ اگر ہم ایک دوسرے کے مؤقف کو تحمل سے سنتے رہے تو ایک صدی سے جاری تقسیم در تقسیم کا عمل ختم ہوگا اور مختلف نقطہ نظر کے لوگ ایک دوسرے کے قریب آئیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اجتہاد اس دور کی بڑی سخت ضرورت ہے۔ تاہم جہاں تک روشن خیالی کے تصور کی بات ہے اس کی کوئی باقاعدہ تعریف موجود نہیں۔ حتیٰ کہ صدر مشرف بھی اس معاملے میں کنفیوز ہیں۔

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے پروگرام کے آخر میں صدارتی خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے کہا کہ لاہور موجودہ روشن خیالی دجالی تہذیب کا فتنہ ہے۔ اسلام سب سے زیادہ روشن خیال اور اعتدال پسند دین ہے۔ پرویز مشرف امریکی روشن خیال ایجنڈے کے نفاذ کے لیے کوشاں ہیں انہیں مزید مہلت ملی تو روشن خیالی میں کمال اتاترک سے بھی سبقت لے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ یورپ تاریک دور میں تھا اسلام نے سپین کی یونیورسٹیوں کے ذریعے اسے روشنی دی۔ اس وقت مغربی تہذیب اپنی ٹیکنالوجی کی بدولت قائم ہے جس کی ساری توجہ اللہ کی بجائے کائنات اور آخرت کی بجائے دنیا پر ہے۔ انہوں نے کہا کہ مغربی تہذیب کی بنیاد (Innner Core) قرآنی ہے جو غیر اسلامی غلافوں میں لپٹی ہوئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ہمارے حکمران جس تہذیب کے نفاذ کے لیے امریکی چمچے بنے ہوئے ہیں وہ اپنی موت آپ مر چکی ہے۔ عورتوں کو پارلیمنٹ میں 33 فیصد نمائندگی کا حق دنیا کے کسی جمہوری ملک نے نہیں دیا۔ انہوں نے کہا کہ رینڈ کارپوریشن جو کہ امریکی تھنک ٹینک ہے اور اپنی سفارشات امریکی محکمہ دفاع کو بھی دیتا ہے نے حال ہی میں چند سفارشات دی ہیں جس میں مطالبہ کیا گیا کہ (1) وہ افراد جو اسلام کو مذہب نہیں دین سمجھتے ہیں وہ فنڈا منٹلسٹ ہیں اور ہمارے اوّلین دشمن ہیں۔ انہیں ہر صورت میں ختم کرنا چاہیے۔ (2) وہ روایت پسند علماء جو مساجد میں امامت اور خطابت کرتے ہیں انہیں فرقہ وارانہ اختلافات میں الجھا کر رکھنا چاہیے کیونکہ یہ کبھی بھی فنڈا منٹلسٹ حضرات سے مل کر ہمارے لیے خطرے کا موجب بن سکتے ہیں۔ (3) اسلام کی جدید تعبیر کرنے والے ماڈرنسٹ علماء کو پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا تک بھرپور رسائی دی جائے۔ (4) سیکولرسٹ حضرات پہلے سے ہی ہمارے ہم نوا ہیں۔ لہٰذا فنڈا منٹلسٹ اور روایتی علماء کو ختم کیا جائے اور ماڈرنسٹ اور سیکولر حضرات کو سپورٹ کیا جائے۔ ڈاکٹر صاحب نے مزید کہا کہ اسلام میں حدود وقیود کا خیال رکھتے ہوئے اجتہاد کا دروازہ کھلنا چاہیے۔

نماز ظہر سے پہلے پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

منتقلی دفتر

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور ڈویژن کا دفتر

سمن آباد سے گلبرگ منتقل ہو گیا ہے۔

موجودہ پتہ: فلیٹ نمبر 5 'سیکنڈ فلور' سلطانہ آرکیڈ'

فردوس مارکیٹ گلبرگ تھری' لاہور: 54660

فون نمبر: 5858212

Email:lahore@tanzeem.org

web:www.tanzeem.org

المعلن: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

امیر تنظیم اسلامی حلقہ لاہور ڈویژن

انڈونیشیا کی احیائی تحریکیں

جب نومبر 2003ء میں دنیائے اسلام کے ملکوں ملکوں تجدید واحیائے اسلام کی تحریکوں کی تاریخ مرتب کرنے اور ''ندائے خلافت'' میں قسط وار شائع کرنے کا فیصلہ ہوا تو ہم نے سوچا بھی نہ تھا کہ یہ سلسلہ داستان در داستان ہو کر اس قدر دراز ہو جائے گا کہ شاید ہفت روزہ جرائد کی تاریخ میں کوئی سلسلہ اتنی طویل مدت تک جاری نہیں رہا ہوگا۔ طوالت کے باوجود اس کی مقبولیت میں کمی نہیں آئی' بلکہ برابر العطش' العطش کی آوازیں آتی رہیں۔ چونکہ احیائی تحریکیں اسلامیات کے نصاب میں بھی شامل ہیں' اس لئے طلبہ نے بالخصوص یہ سلسلہ پسند کیا۔ شمارہ بابت 27 نومبر 2002ء سے لے کر شمارہ بابت 9 مارچ 2005ء تک اس ''تاریخ'' کی 80 قسطوں میں ہم نے بمشکل برعظیم پاک و ہند کی تحریکات کا احاطہ کرتے ہوئے گزشتہ ہفتے ''تحریک پاکستان نمبر'' پر خاتمہ بالخیر کیا ہے۔ تازہ شمارے سے ہم مشرق بعید کے عظیم مسلم ملک انڈونیشیا میں داخل ہو رہے ہیں۔ سترہ ہزار جزائر پر محیط اور 24 کروڑ نفوس سے زیادہ آبادی پر مشتمل اس عجیب وغریب ملک میں بھی اسلامی احیائی تحریکوں کی تاریخ مغربی استعمار سے نجات پانے والی آزادی کی تحریکوں سے جڑی ہوئی ہے۔ مسلم ممالک میں مغربی استعمار کے سبز قدم آنے کا سبب ہی یہ تھا کہ مسلم بادشاہتوں اور سلطنتوں میں اسلامی احکام وشعائر سے غفلت برتنے کے باعث زوال آ چکا تھا۔ قوموں کا زوال اور ضعف ہی غیر ملکی استعمار کو مداخلت کی ترغیب دیا کرتا ہے۔ چنانچہ عامۃ المسلمین تو استعمار کے ورود سے پہلے ہی سے اسلام کی اصلیت (خلافت راشدہ) کی طرف رجوع ہونے کی آرزوؤں اور تمناؤں میں جی رہے تھے۔ استعمار کے آنے پر اُن کی احیائی تحریکوں میں آزادی کی تحریک بھی شامل ہو گئی' بلکہ آزادی کی تحریک نے احیائی تحریک سے زیادہ شدت اختیار کر لی' کیونکہ اسلامی نظام کا نفاذ آزاد' خود مختار اور مقتدر ملک ہی میں ممکن ہو سکتا تھا۔ پچھلی صدی کی پانچویں دہائی میں ہر مسلم ملک کو اپنی اپنی تحریک آزادی کے نتیجے میں مغربی استعمار سے تو نجات مل گئی' لیکن سوال یہ ہے کہ آزادی کے بعد اسلام کے لئے احیائی تحریکیں کیوں کامیاب نہ ہو سکیں؟ اس سوال کے جواب کا تجزیہ کرنے کے لئے پہلے ہمیں ہر ملک کی احیائی تحریکوں کی تاریخ کا مطالعہ کر لینا چاہئے۔ آخر میں حصولِ آزادی کے بعد احیائی تحریکوں نے کیا رُخ اختیار کر رکھا ہے؟ اس کا بھی بالاستیعاب مطالعہ کریں گے۔ واضح رہے کہ مسلم ملکوں کے سیاسی' معاشرتی اور اقتصادی حالات پر مشتمل ایک جداگانہ سلسلہ ماہنامہ ''میثاق'' میں ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ وہاں احیائی تحریکوں کا تذکرہ کم کم ہے' اور یہاں ''ندائے خلافت'' میں سیاست و معیشت و معاشرت کا تذکرہ کم کم ہے' اور زور احیاء وتجدید پر ہے۔ یہ معروضات یہیں رکھ کر آیئے اب طالب علمانہ انداز سے' کرۂ ارض کے مشرق میں آخری کنارے پر آباد مسلمانوں سے ملاقات کے لئے چلتے ہیں۔ (س۔ق۔م)

جب ولندیزی تاجر شرق الہند میں داخل ہوئے تو یہاں ساترا اور جاوا میں کئی مسلم سلطنتیں' بالخصوص آچے' ماترم' سمدرا' پالم بانگ اور دیماک کی مسلم سلطنتیں اپنی عظمت و طاقت کے لئے بہت مشہور تھیں۔ ان سلاطین کو پرتگالی اور انگریز تاجروں کی جارحیت اور چیرہ دستیوں کا تجربہ پہلے بھی ہو چکا تھا۔ اس لئے ولندیزیوں کی آمد سے وابستہ خطرات و خدشات کا اندازہ کر لینا زیادہ مشکل نہ تھا۔ اگر انڈونیشی جزائر کے حکمران متحد ومتفق ہو کر ولندیزیوں کا مقابلہ کرتے اور باہمی رقابت اور عداوت سے مغلوب ہو کر ولندیزیوں کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا شکار نہ ہوتے تو انڈونیشیا کی تاریخ بالکل مختلف ہوتی' لیکن یہ حکمران اور سلاطین اتنے کج اندیش اور نااہل تھے کہ خود اپنے لئے اور اپنے ملک وقوم کے مفادات کی حفاظت کے لئے بھی متحد نہ ہو سکے۔ اس اختلاف وانتشار کی حالت میں یہ ممکن نہ تھا کہ انڈونیشی حکمران ولندیزیوں جیسی باہمت' بامقصد اور منظم قوم کا مقابلہ کر سکتے' جن کے پاس طاقتور بحری بیڑہ تھا' جدید جنگی اسلحہ تھا' تربیت یافتہ فوج تھی' اور جو قومی مفاد کے لئے ہر ممکن جدوجہد کرتے وقت تھے۔ کسی ملک کے عوام اس کی بہت بڑی طاقت ہوتے ہیں' لیکن مشرق کے دوسرے ممالک کی طرح انڈونیشی عوام میں بھی نہ تو سیاسی شعور تھا اور نہ وہ ملکی اور ملی مفاد کے تصور سے آشنا تھے۔ حکومت وسلطنت میں نہ تو عوام کا کوئی حصہ تھا اور نہ اُن کے مسائل سے انہیں کوئی دلچسپی تھی۔

محبانِ وطن کا فیصلہ

انڈونیشی حکمرانوں کی نااہلی اور زبوں حالی کے باوجود انڈونیشیا ایسے افراد کے وجود سے یکسر خالی نہ تھا' جو اپنے مذہب' آزادی اور ملک وملت کے مفاد کی حفاظت کے لئے ہر حال میں سینہ سپر ہو جاتے ہیں اور دشمن خواہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو' وہ اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔ جب ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی نہ صرف تجارت ومعیشت بلکہ حکومت و سیاست پر بھی قابض ہو گئے اور اپنے سیاسی اقتدار سے فائدہ اٹھا کر عیسائیت کی جبری تبلیغ بھی کرنے لگے تو محب وطن انڈونیشی حضرات نے یہ محسوس کر لیا کہ ولندیزیوں کی غلامی' ظلم وتشدد اور سیاسی' مذہبی' معاشی اور معاشرتی استحصال سے نجات حاصل کرنے کے لئے مقابلہ جوئی اور جنگ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ چنانچہ انڈونیشیا کے مرکزی اور بڑے جزائر میں تحریکیں شروع ہوئیں جو مدت تک جاری رہیں۔

تحریک مجاہدین

اُس وقت سب سے اہم مسئلہ ولندیزی فتوحات کو روکنا تھا اور ولندیزوں کے خلاف وہی جنگ نتیجہ خیز ہو سکتی تھی' جس میں انڈونیشی عوام بھی جوش وخروش سے حصہ لیتے۔ ولندیزی اقتدار سے آزادی اور مذہب (اسلام) دونوں کو خطرات لاحق تھے اور اس سے عوام بھی متاثر تھے' اور ان خطرات کا مؤثر اور ہمہ گیر مقابلہ کرنے کے لئے انڈونیشیا میں سب سے پہلے جو تحریک نمودار ہوئی' وہ ولندیزیوں کے خلاف جہاد کی تحریک تھی' اور ہندوستان میں سید احمد شہید (شہادت 1831ء) کی تحریکِ مجاہدین کی معاصر تحریک تھی۔ اس تحریک کی قیادت ایسے لوگوں نے کی جو عوام میں بہت محبوب ومحترم تھے' ان بزرگوں کے تذکرے کے بغیر یہ سلسلۂ تحریر تشنہ رہے گا۔

امام بونجول (Imam Bondjol)

تحریک مجاہدین کا آغاز ساترا میں ہوا۔ اس کے بانی اور قائد امام بونجول تھے جو آچیہ کے بہت مشہور اور بااثر عالم دین تھے۔ امام بونجول 1774ء میں آچیہ میں پیدا ہوئے تھے۔ اُن کا خاندان علم و فضل میں بہت مشہور تھا اور خود انہوں نے ایک جید عالم اور فقیہ کی حیثیت سے شہرت حاصل کی۔ ولندیزیوں کا بڑھتا ہوا اثر دیکھ کر انہوں نے اپنے شاگردوں کی مدد سے ایک تحریک کو منظم کیا اور اس خیال کی اشاعت کرنے لگے کہ ولندیزیوں کو ملک سے نکالنے' مسلمانوں کے دینی شعائر کی حفاظت کرنے اور اسلام کا وقار بحال کرنے کے لئے جہاد لازمی ہے۔ امام بونجول نے اپنی تحریک کا مرکز ایک پہاڑی علاقے کو بنایا تھا جو اس قسم کی جہادی تحریک کے لئے بہت موزوں تھا۔ عوام کی بڑی تعداد امام بونجول کی ہم خیال بن گئی اور اس علاقے کے امراء و روسا بھی اُن کی تحریک میں شامل ہو گئے۔ اس طرح مجاہدین کی ایک باقاعدہ فوج تیار ہو گئی۔

ولندیزی فوج نے اس تحریک کا مقابلہ کرنے کے لئے منگ کباؤ کے غیر مسلم حکمرانوں کی مدد سے اس علاقے میں فوجی اڈے بنانے شروع کر دیئے' لیکن امام بونجول نے ولندیزیوں کے حامی راجاؤں کو شکست دے کر' اُن کے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح مجاہدین ایک بڑی ریاست کے مالک بن گئے' جس کا مستقر بونجول قرار دیا گیا' جو آگے چل کر ساترا کا ایک بڑا شہر بن گیا۔ اس تحریک کے حامیوں کا نعرہ یہ تھا:

''موت برحق ہے
اور مسلمان کے لئے بہترین موت
اسلام کے لئے جان دینا ہے''۔

امام بونجول نے مجاہدین کی فوج منظم کرنے کے بعد اپریل 1823ء میں ولندیزیوں پر حملے شروع کر دیئے۔ یہ جنگ 1837ء تک جاری رہی۔ آخرکار امام بونجول کو شکست ہوئی اور وہ قید کر دیئے گئے' لیکن اس شکست سے یہ تحریک ختم نہ ہوئی اور امام بونجول کے ساتھیوں نے جنگ جاری رکھی۔ ولندیزیوں نے تحریک مجاہدین کو کچلنے کے لئے انتہائی ظلم و تشدد سے کام لیا۔ چنانچہ امام بونجول نے قید خانے میں مسلسل 27 سال تک شدید مصائب برداشت کئے اور اسی قید کی حالت میں 1864ء میں وفات پائی۔ (ہندوستان آخری مغل بادشاہ کے زوال کے سات سال بعد!)

دیپونی گورو (Diponegoro)

مجاہدین کی یہ تحریک صرف ساترا تک محدود نہیں رہی' بلکہ جاوا میں بھی پھیل گئی۔ جاوا میں اس تحریک کے رہنما دیپونی گورو تھے' جن کا تعلق ماترم کے شاہی خاندان سے تھا اور جو اپنے عہد کے مشہور عالم دین اور نامور مجاہد تھے۔ وہ 1785ء میں ماترم میں پیدا ہوئے۔ ان کی پرورش سلطان ساپوہ کے سایۂ عاطفت میں ہوئی تھی جو اسلامی شعائر کے بہت پابند تھے' اور سلطان ہی نے دیپونی گورو کے دل میں اولوالعزمی اور اسلام کی خدمت کا جذبہ پیدا کر دیا۔ دیپونی گورو نے ولندیزیوں' کا محکوم امیر بننے کے بجائے اسلام کا مبلغ اور مجاہد بننا پسند کیا اور اپنے بھائی کے حق میں تخت و تاج سے دست بردار ہو گئے۔ اب اُن کا مقصد دین کی خدمت کرنا اور اپنے ملک کو ولندیزیوں کی غلامی سے نجات دلانا تھا۔ چنانچہ دیپونی گورو اپنے خیالات کی اشاعت کرنے لگے اور رفتہ رفتہ ایک تحریک منظم کر لی' جس کا نصب العین ''اسلام کے لئے جینا اور اسلام کے لئے مرنا'' تھا۔ اپنے اس مقصد کی اشاعت و تبلیغ کے لئے انہوں نے علماء کی ایک جماعت تیار کی۔ ان لوگوں نے انڈونیشی عوام کو ولندیزیوں کے سامراجی مقاصد' جارحانہ پالیسی اور مغربیت کے زہریلے اثرات سے آگاہ کیا' اور اس کی وجہ سے قوم اور مذہب کو جو خطرات درپیش تھے اُن سے محفوظ رہنے کا پروگرام دیا۔

مذہب اور آزادی کے لئے جہاد کی تحریک کو منظم کرنے کے بعد دیپونی گورو نے 1825ء میں ولندیزیوں سے جنگ شروع کر دی۔ اعلانِ جہاد نے عوام میں زبردست جوش پیدا کر دیا' اور مجاہدین کا ایک زبردست لشکر تیار ہو گیا۔ اسلحے اور جنگی مہارت میں ولندیزیوں کو فوقیت حاصل تھی اور انہوں نے شدید مقابلہ کیا' لیکن وہ اپنی طاقت اور عسکری تربیت کے باوجود مجاہدین کی کثرت اور اُن کے جوشِ جہاد سے خوف زدہ تھے۔ چنانچہ انہوں نے سازشوں کا جال بچھا دیا' اور خاصی تعداد میں لوگوں کو دیپونی گورو سے منحرف کر دیا۔ عارضی پسپائی کے بعد مجاہدین نے پھر بڑی شدت سے حملہ کیا اور ولندیزی فوج کو پسپا ہونا پڑا۔ اب ولندیزیوں نے ایک طرف تو مجاہدین کے مقابلہ کے لئے بیرونی جزائر سے عیسائیوں کی بڑی فوج جمع کر لی اور دوسری طرف دیپونی گورو کے کمانڈروں میں اختلاف پیدا کر کے مجاہدین کی طاقت توڑ دی۔ 1830ء میں ولندیزیوں کی ایک اور سازش کامیاب ہوئی اور دھوکا دے کر انہوں نے دیپونی گورو کو قید کر لیا۔ مکاسر میں' جہاں عیسائیوں کی کافی تعداد تھی' دیپونی گورو کو جلاوطن کر دیا گیا۔ قید کی حالت میں انہوں نے 1835ء میں وفات پائی۔

تیکو عمر

امام بونجول کی وفات کے بعد ساترا میں تحریک مجاہدین کے رہنما محمد سامان نے پھر جنگ شروع کر دی اور یہ سلسلہ 1891ء تک جاری رہا' لیکن ولندیزیوں نے اُن کو قتل کرا دیا۔ اُسی زمانہ میں منگ کباؤ کے آخری حکمران سی سنگا منگا راجہ' جو اسلام قبول کر کے تحریک مجاہدین میں شامل ہو گئے تھے' ولندیزیوں کے خلاف جنگ کرنے لگے' جو 1907ء تک جاری رہی' لیکن ولندیزی اُس کے خلاف بھی سازش کرنے میں کامیاب ہوئے اور سی سنگا منگا کے ایک حلیف حکمران کی مدد سے اُن کو ختم کر دیا۔ ساترا میں تحریک مجاہدین کے اس دور میں ممتاز رہنما تیکو عمر تھے۔ انہوں نے ولندیزیوں سے بیس سال تک جنگ کی۔ تیکو عمر کا تعلق آچیہ کے شاہی خاندان سے تھا' ان کو دینی علوم کے ساتھ ساتھ مروجہ علوم کی بھی اعلیٰ تعلیم دی گئی تھی۔ انہوں نے فنونِ جنگ میں مہارت حاصل کر لی تھی۔ جب وہ سن رشد کو پہنچے تو ولندیزیوں کی جارحانہ کارروائیاں ہر طرف جاری تھیں اور آچیہ میں مجاہدین کی تحریک کا بڑا زور تھا۔ تیکو عمر مجاہد بھی تھے اور عالم بھی۔ مجاہدین کی تحریک نے اُن کو بہت متاثر کیا۔ 1874ء میں ولندیزیوں نے جب آچیہ پر حملہ کیا اور سلطان کو شکست دی تو تیکو عمر نے مفرور فوج کو جمع کر کے ولندیزیوں کے خلاف جنگ شروع کر دی اور مغربی ساحل فتح کر لیا۔ آخرکار ولندیزیوں نے صلح کر لی اور تیکو عمر کو ایک فوج کا کمانڈر بنا دیا۔

جب ایک تربیت یافتہ مسلح فوج تیکو عمر کی کمان میں آ گئی تو انہوں نے ولندیزیوں کے خلاف پھر جنگ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس زمانے میں تیکو محمد اور اُن کی بہن نے ولندیزیوں کے خلاف جنگ میں بڑی شہرت حاصل کی تھی۔ یہ دونوں بھائی بہن بھی تیکو عمر سے آ ملے اور پھر جنگ زیادہ شدت سے شروع ہو گئی۔ یہ جنگ چھ سال تک جاری رہی اور تیکو عمر نے کئی معرکے سر کئے' لیکن 1899ء میں ایک بڑی خوں ریز لڑائی میں وہ شہید ہو گئے۔ تیکو عمر کی شہادت کے بعد اُن کی بیوہ اور تیکو محمد داؤد نے جنگ جاری رکھی۔ اس جنگ میں تیکو عمر کی بیوہ کی بہادری کے قصے ساترا میں بہت مشہور ہیں۔ 1905ء میں ولندیزیوں نے اُن کو قید کر لیا۔ اُس کے دو سال بعد تیکو داؤد کو بھی شکست دے کر قید کر لیا گیا اور آچیہ پر ولندیزیوں کا قبضہ ہو گیا۔ 1907ء کی شکست کے بعد تحریک مجاہدین بھی ختم ہو گئی۔

لیکن جس طرح ہندوستان میں سید احمد شہید کی تحریک مجاہدین کے خاتمے کے ساتھ ہی بنگال میں فرائضی تحریک اور تیتو میر کی تحریک شروع ہوئی تھی' اسی طرح انڈونیشیا میں تحریک مجاہدین کے خاتمے کے ساتھ ہی مسلمانوں نے تحریک مواخات اور ثانی تحریک شروع کر دی۔

(جاری ہے)

عورت کی امامت

طیبہ ضیاء

گزشتہ دنوں نیویارک میں ایک عورت نے نماز جمعہ کی امامت کی۔ سارے جہاں نے دیکھا۔ پاکستانی میڈیا کے نمائندگان نے بھی اپنی آنکھوں سے منبرِ رسولؐ کی عظمت کو پامال ہوتے دیکھا۔ اس کی تشہیر کی۔ امریکہ کی جیل کے خوف سے فتنہ کو روکنا مشکل تھا۔ اس کے خلاف احتجاج کرنے والے چند ''جذباتی'' مسلمانوں میں کوئی پاکستانی نہ تھا۔ مسلم تنظیموں کا یہ موقف درست ہے کہ ایسے فتنوں کے خلاف احتجاج یا پراپیگنڈہ ان کی شہرت کا باعث بنتا ہے اور ان کو نظر انداز کرنا ان کی موت ہے۔ مسلم صحافیوں میں ایک شخص ایسا بھی تھا جس نے اپنے میڈیا سے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ اس میں اتنی ہمت نہیں کہ نبیؐ کے دین کی بے حرمتی کا چشم دید گواہ بنے' فلمیں بنائے اور روزِ آخرت اللہ اور اس کے رسولؐ کے حضور جوابدہ ہو کہ تم نے دین کے فتنہ کو دبانے کے بجائے نہ صرف اس کی تشہیر کی بلکہ عورتوں کے شیطانی فعل پر اپنی نمازِ جمعہ کو بھی قربان کر دیا۔ مغربی میڈیا کی وساطت سے توہینِ اسلام کی تشہیر ہوتی رہتی ہے' اس کے باوجود مسلمانوں کو اپنی رسوائی خود کرنے کا ''چسکا'' نہیں جاتا۔ پاکستانی نجی چینلز بھی مغربی چینلز کے شانہ بشانہ چل رہے ہیں۔ جب امتِ محمدؐ کا مرد بے ضمیر ہو جائے' غیرتِ ایمانی کو نفس کی قبر میں دفن کر دے تو اسے عورت کے پیچھے ہاتھ باندھنے کی ذلت سے دوچار کر دیا جاتا ہے۔

عورت کی امامت کی علم بردار ایک بھارتی نژاد امریکن صحافی خاتون اسراء نعمانی ہے۔ یہ عورت ہندوستان کی نامور شخصیت شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی کی پوتی ہے۔ مسلمانوں کے لیے علامہ کی علمی خدمات تاریخ کا حصہ ہیں۔ علامہ جدید علوم کے قائل مگر قدامت پسند تھے۔ عورت کے پردہ اور تعلیمِ نسواں کے زبردست حامی تھے مگر ان کی پوتی مادر پدر آزاد طرزِ زندگی کی قائل ہے۔ اپنے والدین کے ہمراہ ویسٹ ورجینیا میں رہائش پذیر ہے اور مارگن یونیورسٹی کی سرگرمیوں میں متحرک ہے۔ اس کا حلقہ احباب یہودی پروفیسر ہیں۔ امریکہ کے ایک اخبار کی معمولی رپورٹر ہے۔ پاکستانی سے شادی کی اور کچھ عرصہ بعد طلاق لے لی۔ امریکی صحافی ڈینیل پرل کے ہمراہ پاکستان گئی۔

چند ماہ پہلے مارگن ٹاؤن کی مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں اس خاتون نے عورتوں کی نماز مردوں کے پیچھے ادا کرنے کے خلاف واویلہ مچایا۔ نماز کے دوران مردوں کے بیچ جا کر کھڑی ہوتی تاکہ کوئی فساد برپا ہو اور وہ پولیس کو کال کر سکے۔ ایک روز ایسا ہی ہوا۔ پولیس آئی' شہر میں بات پھیلی اور اس نے امریکی میڈیا کو بھی بلا لیا۔ میڈیا نے اس واقعہ کو بہت اچھالا اور یوں اس کی شہرت کے سفر کا آغاز ہو گیا۔ اس کیس میں بھی چند لبرل پاکستانیوں نے اس کی حمایت کی۔ چند کتابوں کی مصنفہ ہے۔ اس نفسیاتی مریضہ نے اپنی نئی کتاب ''عورت اور اسلام'' کی سستی شہرت کے لیے شیطانی کھیل رچا رکھا ہے۔ اسلام کو بدنام کرنے کے لیے سلمان رُشدی اور ان عورتوں جیسوں کا مسلمان کہلانا لازمی ہوتا ہے۔

دوسری جانب ہندوستان جا کر چند ماہ جوگیوں اور سادھوؤں کی صحبت میں گزارنے کے بعد جنس پرستی پر کتاب رقم کر دی۔ کسی بھی باحیاء انسان میں اس کتاب کو پڑھنے کی ہمت نہیں۔ اس کا لب لباب یہ ہے کہ اگر مرد اور عورت بے لباس رہیں تو مخالف صنف میں تفریق مٹ جاتی ہے۔ سادھو کی تربیت میں اس مفروضہ پر پریکٹس کرتی رہی۔ بقول اس کے وہ ایک ناجائز بچے کی ماں ہے جس کا نام اس نے اپنے دادا کے نام پر ''شبلی'' رکھا ہے۔ اپنے بیٹے کو گود میں اٹھائے پھرتی ہے اور فخریہ واعلانیہ اپنے اس فعل کو بھی اسلام کی آزادی قرار دیتی ہے۔

دین کی ایک بھی حد پار کر دی جائے تو حدود کا تعین مٹ جاتا ہے۔ دنیا میں عربی اور اسلام کو مضمون کی حیثیت سے پڑھنے اور پڑھانے والے بے شمار غیر مسلم ہیں جو مسلمان نہیں بن جاتے۔ مرد اور عورتوں کی امامت کرنے والی سیاہ فام پروفیسر امینہ ودود کا شمار بھی ان لوگوں میں ہوتا ہے۔ گیارہ ستمبر کی نزاکتوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام کو اپنی شہرت اور کامیابی کی سیڑھی بنایا۔ ''قرآن اور عورت'' کے موضوع پر ایک کتاب لکھی۔ اس کا موقف ہے کہ ''قرآن چودہ صدیوں پرانی باتیں کرتا ہے جو اکیسویں صدی میں قابلِ عمل اور قابلِ قبول نہیں لہٰذا جدید تقاضوں کے مطابق قرآن میں ترمیم کی ضرورت ہے اور اس مقصد کے لیے ہم عورتیں ایک نئے فرقہ کو جنم دے رہی ہیں''۔

''جب انہیں ہماری صاف صاف باتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے' کہتے ہیں کہ اس کی بجائے کوئی اور قرآن لاؤ یا اس میں کچھ ترمیم کرو۔ اے نبی! ان سے کہو: میرا یہ کام نہیں ہے کہ اپنی طرف سے اس میں کوئی تغیر و تبدیلی کر لوں''۔ (یونس:15)

مقامِ بلالؓ پر اذان دینے والی عورت بھی ننگے سر اور واہیات لباس میں ملبوس تھی۔ ان نفسیاتی طور پر بیمار عورتوں میں بے نظیر بھٹو کی قریبی دوست شمع حیدر بھی مردوں کے شانے سے شانہ ملائے کھڑی تھی۔ بے نظیر جب بھی امریکہ آتی ہیں ''ہم نوالہ و ہم پیالہ'' اور اسلام سے بُعد رکھنے والے اپنی دوست شمع حیدر کے ہاں قیام کرتی ہیں۔ سیاسی مجبوری کا دوپٹہ اوڑھنے والی محترمہ لبرل کا خطاب پانے والے مشرف صاحب' اسلام دشمن امریکہ اور انڈیا کی ایک مضبوط لابی اسلام کی صورت مسخ کرنے کے لیے ''ہمیں ان مولویوں سے بچاؤ'' کی پالیسی پر شب و روز مصروف ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے دنیا فانی سے پردہ فرماتے ہی فتنوں نے جنم لینا شروع کر دیا تھا۔ امامت تو در کنار' عورت نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا مگر تمام قسم کے دعوے اور فتنے مختصر مدت کے لیے ہوتے ہیں اور حقیقی اسلام کو کوئی تبدیل نہ کر سکا۔

عورت اور مرد میں مساوات اور دین کے نظام میں ردوبدل دو الگ الگ موضوع ہیں۔ عورت کی مردوں اور عورتوں کو تبلیغ و تفہیم' عورت کی عورتوں کے درمیان کھڑے ہو کر امامت اور مردوں کی امامت بھی مختلف ایشوز ہیں۔ مساوات کا مثبت پہلو دیکھا جائے تو اگر ماں کے پاؤں تلے جنت رکھ دی گئی تو مرد کو بھی عورت سے ایک درجہ فوقیت عطا ہوئی۔ اس مساوات نامی روگ کے منفی رخ پر نظر ڈالیں تو عورت کو مرد کے پاؤں کی جوتی کہا جاتا ہے جبکہ مرد کو زن مرید کا لقب حاصل ہے۔ مرد کو ظالم و جابر سمجھا جاتا ہے تو عورت بھی بدزبان اور پیچیدہ خیال کی جاتی ہے۔ مقابلہ سخت ہے۔

عورت کی امامت کی ممانعت دراصل عورت کی تعظیم ہے کہ اس کے بدن کے خدوخال مردوں کے لئے نمائش نہ بن جائیں۔ عورت پر جمعہ اور باجماعت نماز فرض ہی نہیں تو اس کی امامت کا مسئلہ کیونکر ظہور پذیر ہو گیا؟ اسلام نے عورت کو مسجد میں نماز کی ادائیگی کی اجازت تو دی ہے مگر اس کی مجبوریوں اور گھریلو ذمہ داریوں کی وجہ سے اس پر جمعہ

عیدین اور باجماعت نماز فرض نہیں کی گئی۔ حضرت ابوحمید الساعدیؓ کی زوجہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ! میں اپنی نمازیں آپؐ کے ساتھ مسجد میں ادا کرنا چاہتی ہوں''۔ آپؐ نے فرمایا: ''مجھے یقین ہے کہ تیرا جذبہ نیک ہے لیکن تم عورتوں کے لئے گھر کے تنگ حصے میں نماز ادا کرنا صحن میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے۔ محلے کی مسجد میں نماز میری مسجد (نبویؐ) سے بہتر ہے''۔ (مسند احمد' بخاری' مسلم' ابوداؤد)

آپؐ نے فرمایا: ''اے لوگو! اپنی عورتوں کو مساجد میں آرائش کے ساتھ اور خوشبو لگا کر آنے سے منع کرو''۔ (مسلم' ابن ماجہ' موطا) جبکہ نیویارک کے گرجا گھر میں عورت کی امامت میں نماز ادا کرنے والی عورتوں کی اکثریت واہیات لباس میں ملبوس مردوں کے لئے نمائش گھر بنی ہوئی تھی۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کے لئے جماعت کی اگلی صفیں بہترین ہیں' جبکہ عورتوں کے لئے بہترین جگہ آخری صفیں اور بدترین جگہ ابتدائی صفیں ہیں۔ یہاں تک کہ میاں بیوی اور ماں بیٹے کو بھی ساتھ کھڑا ہو کر نماز ادا کرنے کی اجازت نہیں''۔ (ترمذی)

آپؐ نے فرمایا: ''عورتوں کو اس بات کی ممانعت ہے کہ نماز کے دوران اپنی آواز بلند کریں۔ اگر امام نماز میں غلطی کرے تو وہ اپنے ہاتھوں سے آواز پیدا کریں''۔ (بخاری' ابوداؤد) ایک طرف مذکورہ مستند حدیث اور دوسری جانب عورت اذان دے رہی ہے!

عورت کی امامت کی بحث کو وزنی بنانے کے لئے مخلوط طواف کا تذکرہ بھی کیا جاتا ہے۔ عطاؒ کی روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے حج و طواف کے دوران عورتوں کو مردوں کے ساتھ مکمل مل جانے سے حتی المقدور منع کیا ہے۔ (بخاری) پرانے وقتوں میں مسلمانوں کے کم ہونے کی وجہ سے اس حکم پر عمل کرنا آسان تھا مگر وقت کے ساتھ ساتھ اللہ کے گھر میں خلقت بڑھتی رہی۔ دور حاضر کے ''ہجوم بے لگام'' کے باوجود سعودی انتظامیہ نماز باجماعت کے دوران عورتوں کو مردوں کے پیچھے کھڑے ہونے پر مجبور کر دیتی ہے۔ حکم' مجبوری اور ضد تین مختلف چیزیں ہیں۔ مجبوری کا عذر شرعی ہونا لازمی ہے۔ آج ضد کا دور ہے اور ضدی انسان اپنی دو آنکھوں سے قرآن نازل ہوتا بھی دیکھ لے تو اس کی عقل ابوجہل ہی رہتی ہے۔

عورتوں کا میت کے ساتھ قبرستان جانے کے بارے میں بھی واضح حکم ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی معیت میں ایک جنازہ قبرستان لے جا رہے تھے۔ آپؐ نے کچھ عورتوں کو پیچھے آتا دیکھا تو ناخوشگواری سے پوچھا: کیا تم نے جنازہ اٹھا رکھا ہے؟ عورتوں نے نفی میں جواب دیا۔ آپؐ نے فرمایا: ''جب تمہارا یہاں کوئی کام نہیں تو یہاں آنے کی کیا ضرورت ہے' تمہیں اس پر کوئی اجر نہیں ملے گا۔ واپس جاؤ''۔ (فتح باری' احمد) آقاؐ کا کرم ہے کہ آپؐ نے اس بوجھ سے بھی عورت کو معاف رکھا۔

• قبل از اسلام کوئی مذہب اور معاشرہ عورت کو باعزت مقام دینے کو تیار نہ تھا۔ آقاؐ دو جہاں کا کرم اور اسلام کا احسان ہے کہ عورت جو پہلے علم و تہذیب سے ناآشنا تھی' علم و تہذیب کی محافظ بنی۔ جس کا ادب و ثقافت کے ایوانوں میں داخلہ ممنوع تھا' وہی منبع علم و ہدایت بن گئی۔ مسلمان عورت کو علم الطب' سرجری' تقریر و خطابت' دینی علوم' فنون لطیفہ غرض ہر شعبہ میں کمال حاصل ہوا۔ اسلام کے ابتدائی دور کی قابل' تعلیم یافتہ' ہنرمند' بے باک' مردوں کے شانہ بشانہ چلنے والی اور امام' علماء و قانون دان مرد تیار کرنے والی ان ہزاروں عورتوں میں کیا کوئی عورت اس قابل نہ تھی کہ امامت' خلافت' نبوت پا سکتی؟

جمعہ کی امامت کرنے والی عورتیں نعوذ باللہ جنت کی شہزادی' نبیؐ کی لاڈلی حضرت فاطمہؓ اور امہات المومنینؓ سے بھی زیادہ باکمال اور اعلیٰ مرتبت ہیں کہ انہیں چودہ صدیوں بعد امامت کا مرتبہ نصیب ہو گیا؟ بڑے بڑے اعلیٰ مرتبت مرد سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی درسگاہ سے فقیہ' محدث اور امام کہلائے' مگر بی بیؓ کی امامت میں نماز ادا نہ کر سکے۔ بی بی عائشہؓ کے علم و معرفت کا یہ عالم کہ ان کے وصال کے برسوں بعد تابعین کے قاضی قاسم بن محمد نے امام زہریؒ کے اندر علم کی پیاس کو محسوس کرتے ہوئے کہا کہ کیا میں ایک ایسے شخص کی نشاندہی کروں جو علم سے بھرپور ہے' عمرہ بنت عبدالرحمٰن کی مجلس میں جاؤ اور ان سے استفادہ کرو' کیونکہ ان کی تعلیم و تربیت سیدہ عائشہؓ نے کی تھی۔ حضرت عائشہؓ کی علمیت کا یہ حال تھا کہ سب عظیم فقہاء کے کئی قانونی فیصلوں پر تنقید کی اور ان کو اپنی رائے بدلنے پر مجبور کر دیا۔ ان سے مروی احادیث کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے۔ وہ کمپیوٹر کا دور نہ تھا جس میں فائلیں محفوظ کر لی جاتیں۔ اس عظیم عورت کا حافظہ تھا' جس کے علم سے دنیا تاقیامت فیض یاب ہوتی رہے گی۔ نبی پاک ﷺ کی وفات کے بعد پچاس برس تک زندہ رہیں اور اس عرصہ کے دوران ان کی یونیورسٹی سے ہزاروں مردوں کو علم کی اعلیٰ ڈگریاں نصیب ہوئیں۔

حضرت صفیہؓ نے سینکڑوں عورتوں کو علم تقسیم کیا۔ حضرت ام سلمہؓ ذہانت و قوت فیصلہ کی ایک مثال تھیں۔ ان کی بیٹی حضرت زینبؓ مدینہ کی مانی ہوئی جج رہی ہیں۔ صحابیہ ام درداءؓ علم و فضل' تفکر و تفہیم میں عظیم مقام کی حامل تھیں۔ مرد ان کی فہم و فراست اور عظمت کو سلام کرتے تھے۔ حضرت فاطمہ بنت قیسؓ ایک فقہی مسئلے پر بی بی عائشہؓ اور حضرت عمرؓ سے کافی دیر تک بحث کرتی رہیں' لیکن یہ دونوں حضرات ان کی رائے بدلنے میں ناکام رہے اور علماء نے بھی ان کی رائے کو صحیح قرار دیا۔ حضرت سعد ابن وقاصؓ کی بیٹی کے حلقہ شاگردان میں امام مالکؒ جیسے عالی قدر' مفسر اور قانون دان تھے۔ حضرت حفصہ بنت سیرینؒ کا شمار' جنہوں نے بارہ برس کی عمر میں قرآن کی مکمل تعلیم حاصل کر لی تھی' بصرہ کے مشہور ججوں اور قانون دانوں میں ہوتا تھا۔ امام مسیبؒ نے اپنی بیٹی کی شادی اپنے ایک شاگرد سے کر دی۔ شادی کے بعد ان کے شاگرد نے اپنی بقیہ تعلیم اپنی بیوی سے حاصل کی۔ امام مالکؒ کی بیٹی کے علم و فہم کا یہ حال تھا کہ امام صاحب کا کوئی شاگرد غلطی کرتا تو وہ گھر کے اندر سے دروازہ بجا دیتی اور امام صاحب کو بیٹی کے علم پر اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اپنے شاگردوں سے کہہ دیتے کہ سبق دہراؤ۔

علم و فراست کے ساتھ ساتھ حضرت خدیجہؓ کے علاوہ بھی بے شمار خواتین کامیاب بزنس وومن تھیں۔ کئی صحابیات ایسی تھیں جو اپنے مردوں کی کفالت کرتی تھیں۔ افسوس کہ آج کی عورت سب کچھ بن گئی مگر عورت نہ بن سکی!

(بشکریہ: ''نوائے وقت'' لاہور)

بقیہ: اداریہ

کھری اور سچی بات یہ ہے کہ اس اتحاد ثلاثہ کے ایک جز یعنی فوج کے پاس حقیقی قوت تھی۔ اس قوت نے اپنے اتحادی جاگیردار کا مکمل تحفظ کیا۔ مفاد پرست دینی سیاسی طبقات کے ذریعے اپنے مارشل لاؤں کو اسلامی لیبل لگایا اور ان اتحادیوں نے مل جل کر اسلام اور جمہوریت دونوں کو تہس نہس کر دیا۔ جب اس ملک کی حقیقی بنیادیں منہدم کر دی گئیں تو فساد اور فتنہ نے سر اٹھایا اور ملک کے اندر سے بھی ملک دشمن قوتیں ابھریں۔ آج ملک کو شدید بیرونی خطرات کے ساتھ ساتھ اندرون ملک بھی خطرات لاحق ہو گئے۔ صدر صاحب اگر آپ کے سینہ میں ایمان کی کوئی رمق باقی ہے اور دل میں ملک سے محبت کا کوئی شائبہ ہے تو لوٹ جائیے اپنی اصل کی طرف۔ آپ سادات خاندان سے نسلی تعلق کے دعویدار ہیں۔ دین متین اسی خاندان کا ورثہ ہے۔ قرآن اور سنت سے رہنمائی لیتے ہوئے صحابہؓ کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہوئے اسلام کو پورے کا پورا نافذ کر دیں' پھر دیکھیں خطرات اندرونی رہیں گے نہ بیرونی۔ ان شاء اللہ!

”اسلام اور بینکنگ“

مورخہ 16 اور 17 فروری کو شعبہ تحقیق اسلامی کے زیر اہتمام ”اسلام اور بینکنگ“ کے موضوع پر منعقدہ سیمینار کی تفصیلی رپورٹ قارئین ندائے خلافت کے سامنے رہ نمبر 8 میں آ چکی ہے۔ اس سیمینار کے ایک فاضل مقرر جناب عبدالودود خان صاحب نے بعد ازاں ایک خط کے ذریعے اپنی گفتگو کے ان حصوں کی طرف اشارہ کیا ہے جو وہ وقت کی کمی کے باعث مناسب انداز میں حاضرینِ مجلس کے گوش گزار نہیں کر سکے تھے۔ ذیل میں ان کا خط (چند حضرات کے ناموں کو نکال کر) قارئین کے استفادے کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

جس حدیث مبارکہ کا ذکر میں نے سیمینار میں اپنے بیان میں کیا تھا وہ اس طرح سے ہے:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِىَ بِىْ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوْبًا الصَّدَقَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ مَا بَالُ الْقَرْضِ اَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ لِاَنَّ السَّائِلَ يَسْاَلُ وَعِنْدَهٗ وَالْمُسْتَقْرِضُ لَا يَسْتَقْرِضُ اِلَّا مِنْ حَاجَةٍ

سیمینار میں سود کے خاتمہ کی جدوجہد سے متعلق بڑی محنت سے تیار کردہ اپنا بیان پورا کرنے کا وقت نہ ملنے اور اسے مجبوراً ادھورا چھوڑنے پر مجھے بڑا افسوس ہوا۔ مزید دلی صدمہ اس پر ہوا کہ سٹیج پر اچانک نمودار ہونے والے ایک معروف سیاسی رہنما نے 15 منٹ (جو غالباً مجھے عطا کردہ مختصر وقت میں سے کاٹے گئے) کی منظوری لے کر غیر ضروری طور پر وہ بہت کچھ دہرانے کے علاوہ جو پہلے کہا جا چکا تھا' TMCL کے ذریعہ سود ختم کرنے کی مہم پر ضرب کاری لگائی۔ اس حقیقت کو نظر انداز کرتے ہوئے کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے، انہوں نے یہ کہہ کر کہ ”اسلامی دورِ حکومت میں TMCL کے بغیر اسلامی معاشی نظام قائم تھا تو اب اس کی کیا ضرورت ہے“ شیخ محمود احمدؒ کی بیش بہا علمی تحقیق و تصنیف کو لایعنی قرار دیا اور یہ نہ سوچا کہ اسلامی دورِ حکومت میں سودی نظام رائج ہی نہ تھا تو اس کے متبادل کی بھی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اب جبکہ معاشرہ میں سود کی جڑیں مضبوط ہیں تو اسے ختم کرنے کے لئے اس کے متبادل کی ضرورت کا ادراک شیخ محمود احمدؒ نے کیا اور TMCL کا نادر تصور پیش کیا۔ اسے غیر ضروری قرار دیے جانے کی مذمت ہونی چاہیے تھی اور صاحب موصوف کے نامناسب تبصرہ کا جواب دیا جانا ضروری تھا۔ کاش اس کے لئے مجھے چند منٹ عطا کر دیے جاتے۔

سپریم کورٹ کے حکم برائے خاتمہ سود مورخہ 23 دسمبر 1999ء میں بیرونی سودی معاملات شامل نہ کیے جانے' 30 جون 2001ء تک ملک میں سود جاری رکھ کر قوم کو اللہ اور رسولؐ کے ساتھ حالت جنگ میں رہنے کی اجازت' بتاریخ 14 جون 2001ء اس مدت میں 30 جون 2002ء تک کی توسیع اور بتاریخ 24 جون 2002ء حکم کی تنسیخ کی ذمہ داری صرف حکومت پر نہیں عائد کی جا سکتی بلکہ اس عمل میں اسلامی نظریاتی کونسل' شریعت اپیلٹ بنچ کے جج صاحبان' نامور اسلامی اقتصادی ماہرین' ممبران اعلیٰ اختیاراتی کمیشن برائے نفاذ بلا سود بنکاری نظام' اسلامک ڈیویلپمنٹ بنک جدہ اور دوسرے نام نہاد اسلامی بنک اور سود جاری رکھنے پر حکومت کی پُر زور مذمت کرنے والے بعض دینی وسیاسی قائدین بھی برابر کے شریک ہیں' جو سود کے خاتمہ کا مطالبہ تو کرتے ہیں لیکن اسے ختم کرنے کی جدوجہد میں رکاوٹ بھی ڈالتے ہیں۔ اگر حسب سابق اسلامی اقتصادی ماہرین کی لاپرواہی اور بعض دینی قائدین کا سود کے خاتمہ کی جدوجہد میں رکاوٹ ڈالنے کا رویہ جاری رہا اور اسلامی اقتصادی ماہرین نے فیڈرل شریعت کورٹ میں ربا کیس کی سماعت سے پہلے حامیان سود کے دعووں کی موثر تردید کے لئے اپنا تیار کردہ یا TMCL پر مبنی فوری طور پر نافذ العمل بلاسود بنکاری نظام پیش نہ کیا تو عین ممکن ہے کہ فیڈرل شریعت کورٹ نہ چاہتے ہوئے بھی حامیان سود کے اس دعویٰ کو تسلیم کر لے کہ ہمارے حالات میں سود کا خاتمہ ناممکن ہے اور سپریم کورٹ کے فیصلہ مورخہ 23 دسمبر 1999ء کی منسوخی کی تصدیق کر دے۔

خدانخواستہ اگر اسلامی اقتصادی ماہرین کی لاپرواہی کی وجہ سے 24 جون 2002ء کی طرح کا ناگوار فیصلہ فیڈرل شریعت کورٹ نے بھی صادر کر دیا تو بعد میں شور مچانے اور حکومت کی مذمت کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ملک سے سود ختم کرنے کا مطالبہ بے جان ہو جائے گا اور نہ معلوم کب تک امت مسلمہ اللہ اور رسولؐ سے حالتِ جنگ میں رہے گی اور اللہ کے عذاب میں مبتلا' اس کی رحمتوں سے دور اور خیر و فلاح سے محروم رہے گی اور نہ معلوم کتنے مسلمان اپنے آپ کو سودی معاملات میں ملوث رہنے کو مجبوری سمجھ کر اس میں مبتلا ہو جائیں گے۔

دینی وسیاسی قائدین اور اسلامی اقتصادی ماہرین کی طرف سے فوری طور پر نافذ العمل بلاسود بنکاری نظام پیش نہ کئے جانے پر ان کے منفی رویہ اور لاپرواہی سے چشم پوشی کرتے ہوئے ان کی مذمت نہ کرنا اور سودی نظام جاری رہنے پر محض حکومت کی مذمت کرنا قرین عدل و انصاف نہیں ہے۔

نامے مرے نام

پشاور سے ایک عالم دین کا مراسلہ

محترم ومکرم حافظ عاکف سعید صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

یہ خط صرف اس بات پر تحسین کے لیے لکھ رہا ہوں کہ ندائے خلافت رہ بابت 24 فروری تا 2 مارچ 2005ء میں آپ نے یہ جملہ لکھا کہ ”بے ضمیری اس حد تک ہے کہ پاکستانی ٹی وی اور اخبارات اُسامہ اور ان کے ساتھیوں کا اتہ پتہ بتلانے والوں کے لیے انعامات کے اشتہارات مشتہر کر رہے ہیں“ (رہ میرے سامنے نہیں ہے' اُس کا مفہوم نقل کیا ہے)۔ میں نے خود ”مشرق“ میں اس قسم کا اشتہار دیکھا تو دیر تک سکتے میں آ گیا اور اپنی حکومت اور اخباری مالکان کی بے ضمیری اور بے حسی پر سخت افسوس ہوا۔ کیا کہا جائے عاکف صاحب کہ پاکستان کو کیا ہوا۔ اس کا صدر بڑے بڑے جلسوں میں دینی اقدار و روایات کا تمسخر اُڑاتا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے اُس نے کہا تھا کہ جب تم پتلون نہیں پہنتے ہو اور عورتوں کو پردہ کرا کر گھروں میں بند رکھتے ہو تو تم ترقی کیسے کرو گے جبکہ ابھی چند دن پہلے کہا ہے کہ اگر کوئی عورتوں کو نیکر پہنے ہوئے سڑک پر نہیں دیکھ سکتا تو وہ اپنی آنکھیں بند کر لے۔ کیا یہ سر بازار اسلامی تہذیب و تمدن کی تضحیک نہیں ہے؟ آپ سے درخواست ہے کہ ندائے خلافت' حکمت قرآن اور میثاق میں صدر کی اس دریدہ دہنی پر جس زوردار انداز سے ممکن ہو' لکھیں' اور دوسرے قلم کاروں کو بھی اس پر لکھنے کی طرف متوجہ کریں۔ میں نے پاکستان کی پوری تاریخ میں اس قدر بے حیا کوئی صدر یا وزیر اعظم نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کی عام آبادی کو دینی غیرت نصیب کرے! اگر ایسا ہوتا تو صدر کی یہ جسارت اُس کی تمام عہدوں سے معزولی کی کافی وجہ بن جاتی۔ لیکن ”اے بسا آرزو کہ خاک شدی۔“

والسلام

الطاف الرحمٰن بنوی' پشاور

مراقبۂ موت

حضرت مجذوبؒ

ایک دن مرنا ہے' آخر موت ہے!

مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفۂ مجاز حضرت مجذوبؒ کی ایک شہرۂ آفاق نظم

جس میں اہل ایمان کے لئے تذکیر و موعظت اور پیغامِ عمل کا وافر سامان موجود ہے

——— (1) ———

تو برائے بندگی ہے یاد رکھ — بہر سر افگندگی ہے یاد رکھ
ورنہ پھر شرمندگی ہے یاد رکھ — چند روزہ زندگی ہے یاد رکھ!
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے!

تو نے منصب بھی اگر پایا تو کیا — گنج سیم و زر بھی ہاتھ آیا تو کیا
قصرِ عالیشاں بھی بنوایا تو کیا — دبدبہ بھی اپنا دکھلایا تو کیا؟
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے!

قیصر اور اسکندر و جم چل بسے — زال اور سہراب و رستم چل بسے
کیسے کیسے شیر و ضیغم چل بسے — سب دکھا کر اپنا دم خم چل بسے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے!

زور یہ تیرا نہ بل کام آئے گا — اور نہ یہ طولِ امل کام آئے گا
کچھ نہ ہنگامِ اجل کام آئے گا — ہاں مگر اچھا عمل کام آئے گا!
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے!

کیسے کیسے گھر اجاڑے موت نے — کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے
پیل تن کیا کیا پچھاڑے موت نے — سروقد قبروں میں گاڑے موت نے!
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے!

کوچ ہاں اے بے خبر ہونے کو ہے — تابہ کے غفلت؟ سحر ہونے کو ہے!
باندھ لے توشہ سفر ہونے کو ہے — ختم ہر فردِ بشر ہونے کو ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے!

نفس اور شیطاں ہیں خنجر در بغل — وار ہونے کو ہے اے غافل سنبھل
آ نہ جائے دین و ایماں میں خلل — باز آ' ہاں باز آ' اے بدعمل!
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے!

دفعتاً سر پر جو آ پہنچی اجل — پھر کہاں تو اور کہاں دار العمل؟
جائے گا یہ بے بہا موقع نکل — پھر نہ ہاتھ آئے گی عمر بے بدل
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے!

(جاری ہے)

پریس ریلیز 2005.3.27

امینہ ودود کی امامت میں نماز جمعہ کا انعقاد مغرب کے سوشل انجینئرنگ پروگرام کا حصہ ہے

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں رفقاء کے ساتھ سوال و جواب کی نشست میں کہا کہ امینہ ودود کی امامت میں نماز جمعہ کا انعقاد مغرب کے سوشل انجینئرنگ پروگرام کا حصہ ہے جس کے ذریعے وہ عورتوں کو مردوں کے ساتھ مساوات کا نعرہ دے کر ہمارے خاندانی نظام میں دراڑ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ یہ بات بڑی خوش آئند ہے کہ امریکی مسلمانوں نے کسی مسجد اور نہ ہی کسی اسلامک سینٹر میں اس نماز کی اجازت دی۔ عورت کی امامت میں مردوں کی نماز پڑھنے کا جواز ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم کے اس قیاس کی بنیاد پر دیا جا رہا ہے کہ جب ایک صحابیہ ام ورقہؓ کو حضور ﷺ نے عورتوں کی نماز کی اجازت دی تھی اور اس نماز میں ایک مرد سے اذان دلوائی گئی اس سے ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم نے ایک مفروضہ قائم کر لیا کہ مؤذن صحابی نے اس جماعت میں شرکت کی ہوگی حالانکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس صحابی نے نماز کہیں اور ادا کی ہو۔ عورتوں کی باجماعت نماز میں مرد مؤذن کا مقرر کیا جانا خود اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام میں عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے۔ قرآن و سنت میں عورت کی امامت کے حرام ہونے کا صریح حکم ہمیں نہیں ملتا تاہم اس پر امت کا اجماع ہے کہ عورت اس نماز کی امامت نہیں کر سکتی جس میں مرد بھی شامل ہوں البتہ عورتوں کو عورتوں کی نماز کی اجازت چند شرائط کے ساتھ حدیث میں ملتی ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ پیپلز پارٹی پرویز مشرف کی فطری اتحادی ہے اختلاف صرف بے نظیر کی قیادت پر ہے۔ اب جو ڈیل کی باتیں ہو رہی ہیں تو دراصل جانبین سودے بازی میں مصروف ہیں۔ بانی تنظیم اسلامی نے کہا کہ متحدہ مجلس عمل کی تحریک اب غلط رخ پر مڑ گئی ہے کیونکہ اس نے اسلام کی بجائے مہنگائی' بیروزگاری وغیرہ کو ایشو بنایا ہوا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ تحریک خالصتاً اسلامی نظام کے لئے چلائے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ دعوت دین اجتماعی بھی ہوتی ہے اور انفرادی بھی لیکن مؤثر ذریعہ دعوت کا انفرادی دعوت ہے۔ رفقاء کو چاہئے کہ وہ نتائج سے بے پرواہ ہو کر اپنا کام کئے چلے جائیں لیکن اس کے لئے انہیں دین کی دعوت کی دھن خود پر طاری کرنا پڑے گی۔

(محمد سمیع' ناظم نشر و اشاعت' حلقہ سندھ زیریں)

دعائے صحت

رفیق تنظیم اسلامی شمالی سید شاکر علی صاحب کی اہلیہ علیل ہیں۔ قارئین ندائے خلافت اور رفقاء و احباب سے ان کے لئے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

امیر محترم کی لاہور وسطی کے رفقاء سے ملاقات کا پروگرام

جناب مجیب الرحمٰن صاحب نے 19 مارچ بعد از نماز مغرب 37 حق سٹریٹ۔ اردو بازار لاہور تنظیم اسلامی کے امیر جناب حافظ عاکف سعید صاحب کے ساتھ رفقاء تنظیم وسطی لاہور کی ملاقات کا پروگرام تشکیل دیا۔ امیر تنظیم وسطی لاہور نے تمہیدی گفتگو میں عاملہ سمیت دس اسرہ جات کا تعارف پیش کیا۔ اس کے بعد رفقاء کی شخصیت کے تعارف کا پروگرام منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں ہر رفیق فرداً فرداً اپنی کلی تعارف امیر محترم جناب عاکف سعید صاحب سے کراتا ہے۔ ہر رفیق نے اپنا نام تنظیم میں کب شمولیت کی؟ کیا شغل ہے؟ کس اسرہ سے منسلک ہیں! وہ مبتدی یا ملتزم رفیق ہیں۔ ان اصحاب کا یہ تعارف خاصا دلچسپ اور ولولہ انگیز تھا۔ بالخصوص خالد مختار صاحب نے تنظیم کی فکر اور اساسی دعوت کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے اپنی حکمت عملی کی وضاحت کی۔ شخصی سوالات کے بعد سوال و جواب کا دور شروع ہوا۔ امیر محترم اور ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی صاحب نے سوالات کے مکمل اور تسلی بخش جواب دیئے۔ اس کے بعد تنظیم میں نئے شمولیت کرنے والے رفقاء نے بالخصوص اور پرانے رفقاء نے بالعموم امیر محترم کے دست مبارک پر شخصی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ نماز عشاء وقت پر باجماعت ادا کی گئی۔ نماز کے بعد امیر محترم نے اپنے مختصر خطاب میں عہد نامہ مبتدی رفیق اور عہد نامہ ملتزم رفیق کے مطلوبہ اوصاف اور فرائض منصبی قرآن وسنت کی روشنی میں اجاگر کئے۔ اور موصوف نے مزید کہا کہ ہر رفیق تنظیم کو خواہ وہ مبتدی رفیق ہو یا ملتزم رفیق اُسے اپنی اولین فرصت میں علی الترتیب مبتدی تربیت گاہ یا ملتزم تربیت گاہ اور منتخب نصاب کی تکمیل جلد از جلد کرنی چاہئے کیونکہ تنظیم کے ہر رفیق نے عہد نامہ رفاقت اور عہد نامہ ملتزم رفیق پر دستخط کر کے اپنے رب سے عہد کیا ہے کہ ان تمام چیزوں کو ترک کر دوں گا جو اسے ناپسند ہیں اور اپنی مقدور بھر جہاد کروں گا' اپنا مال بھی صرف کروں گا اور جان بھی کھپاؤں گا اور خود ذاتی حیثیت میں ''داعی الی اللہ'' بن کر اس کے دین کی اقامت اور اس کے کلمہ کی سربلندی کے لئے نظام باطل کے خلاف سپر بن جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین! دعائے مسنون پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ اس پروگرام میں تقریباً 48 رفقاء تنظیم نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ تمام شرکاء کی طعام سے تواضع کی گئی جس کا انتظام جناب مجیب الرحمٰن نے کر رکھا تھا اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

(مرتب: عبدالرؤف احمد)

امیر تنظیم اسلامی کا دورہ ایبٹ آباد

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید 5 مارچ 2005ء کو ایک روزہ دورہ پر ایبٹ آباد تشریف لائے۔ امیر تنظیم بعد نماز ظہر ناظم اعلیٰ جناب اظہر بختیار خلجی اور ناظم حلقہ خالد محمود عباسی صاحب کے ہمراہ المیز ان پبلک سکول پہنچے۔ امیر تنظیم ایبٹ آباد جناب ذوالفقار علی صاحب نے تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کا مختصر تعارف پیش کیا۔ بعد ازاں امیر محترم نے رفقاء سے تعارف حاصل کیا۔ اس کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ نماز عصر کے بعد دعوتی پروگرام طے تھا۔ اس کے لئے ہینڈ بل اور اشتہارات چھپوائے گئے تھے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جس کی سعادت حافظ ہارون قریشی صاحب نے حاصل کی۔ امیر تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کے افتتاحی کلمات کے بعد محترم حافظ عاکف سعید نے ''امت مسلمہ کے مسائل کا حل: قرآن وسنت کی روشنی میں'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ آپ نے واضح کیا کہ مسلمان آج ذلت و رسوائی سے اس لئے دوچار ہیں کہ وہ اللہ کے دین سے بے وفائی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اللہ کے عذاب میں گرفتار ہیں۔ بے بسی اور لاچاری کی کیفیت یہ ہے کہ 57 اسلامی ممالک وسائل و ذرائع کے باوجود بے بس ہیں اور ظالم کا ہاتھ روکنے کے لئے کوئی منصوبہ بندی نہیں کر رہے۔ اس حالت سے نکلنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہم اللہ کا دامن تھام لیں۔ اس کے لئے طریقہ یہی ہے کہ ہم اجتماعی توبہ کریں اور سب سے پہلے انفرادی طور پر اللہ کا تقویٰ اختیار کریں اس کے بعد جل کر اللہ کی رسی قرآن کو مضبوطی سے تھام لیں اور پوری نوع انسانی کو خیر کی دعوت دیں اور بدی سے روکیں۔ اگر ہم ان تمام شرائط کو پورا کریں تو اللہ کی مدد ہمارے شامل حال ہوگی اور کوئی دشمن ہمارا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا۔ آخر میں امیر تنظیم ایبٹ آباد نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ پروگرام میں 50 کے قریب رفقاء واحباب شریک ہوئے۔ امیر تنظیم نے بعد نماز مغرب رفقاء سے مختصر خطاب کیا اور واپسی کے لئے عازم سفر ہوئے۔ (مرتب: اسد قیوم)

حلقہ بہاولنگر کا ماہانہ اجتماع

6 مارچ بروز اتوار کو حلقہ بہاولنگر کا ماہانہ اجتماع (تربیتی و تنظیمی) قرآن اکیڈمی مسجد جامع القرآن ہارون آباد میں منعقد ہوا۔ حافظ بشیر احمد صاحب نے سورۃ مجادلہ کی چند آیات 21'22 کی تلاوت سے پروگرام کا آغاز کیا۔ حلقہ کے ناظم تربیت جناب ذوالفقار علی صاحب نے حاضرین سے گفتگو کرتے ہوئے وضاحت کی کہ مسلمان ہونے کے ناطے ہم پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ انہوں نے بڑی وضاحت سے 3 سوالوں (دین کا کام کیوں' کیا اور کیسے کریں) کے مفصل جوابات حاضرین کے سامنے رکھے۔ اس کے بعد انہوں نے امیر حلقہ جناب محمد منیر احمد کو خطاب کی دعوت دی۔ اپنے ڈیڑھ گھنٹے کے مفصل خطاب میں امیر حلقہ نے سورۃ المائدہ' سورۃ مجادلہ' سورۃ الممتحنہ کے حوالے سے اقامت دین کی جدوجہد کرنے والی جماعت کے ارکان کے اوصاف کو بیان کیا۔ پندرہ منٹ کے وقفے کے بعد سب ساتھی اکٹھے ہوئے۔ جناب ذوالفقار علی صاحب نے حالات حاضرہ اور سنت رسولؐ کے حوالے سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں زندگی کے ہر گوشے میں سنت رسولؐ کی پیروی کرنی ہے۔ اختتامی کلمات میں امیر حلقہ نے تنظیمی امور کے حوالے سے گفتگو کی۔ ظہر کی نماز کے بعد کھانے پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ 60 سے 70 مرد وخواتین نے شرکت کی۔

(رپورٹ: محمد رضوان عزمی)

اسرہ بٹ خیلہ کا ایک وقتی دعوتی پروگرام

مورخہ 9 مارچ کو اسرہ بٹ خیلہ کے زیر اہتمام یک وقتی دعوتی پروگرام کا انعقاد ہوا۔ پروگرام کا انعقاد تھانہ گاؤں کے ایک مقامی مسجد میں بعد از نماز عصر ہوا۔ پروگرام کے مطابق دو رفقاء بٹ خیلہ سے مقررہ وقت پر پہنچے۔ جہاں پہلے سے موجود ساتھیوں کے ساتھ متعلقہ مسجد میں پہنچے۔ اس پروگرام کے مقرر جناب شوکت اللہ شاکر صاحب تھے۔ انہوں نے اپنے منفرد انداز میں فرائض دینی کے جامع تصور پر ایک پُر اثر بیان کیا۔ موصوف نے بڑے سادہ مگر مدلل انداز میں دین اور مذہب میں فرق کو بیان کیا۔ لوگوں نے پروگرام کو بڑے انہماک کے ساتھ attend کیا دعائے خیر پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: امیر نواز خان)

حلقہ سرحد شمالی کی ماہانہ شب بسری

مورخہ 6 اور 7 مارچ کی درمیانی رات حلقہ سرحد شمالی کا ماہانہ شب بسری پروگرام منعقد ہوا۔ حلقہ سرحد شمالی طول وعرض کے لحاظ سے ایک طرف دیر' سوات اور بونیر تک پھیلا ہوا ہے جبکہ اس کا دوسرا کھنڈہ خراسان بزرگ افغانستان کو لگا ہوا ہے۔ جو باجوڑ ایجنسی کے برف پوش پہاڑ اس کو افغانستان سے الگ کرتی ہے۔ گویا رقبے کے لحاظ سے تنظیم اسلامی کا وسیع ترین حلقہ سرحد شمالی ہے۔ حلقہ سرحد شمالی کا مرکز تیمر گرہ ہے۔ یہاں جب بھی کوئی پروگرام ہوتا ہے قابل دید ہوتا ہے۔ اس شب بسری کے پہلے مقرر امیر تنظیم اسلامی جاز گل رحمٰن صاحب تھے چونکہ گل رحمٰن صاحب کو عربی زبان میں کافی مہارت حاصل ہے' آپ نے نہایت علمی انداز سے سامعین کے سامنے ''راہ نجات'' پر لب کشائی کی۔ اس کے بعد رفقاء کا تعارف اور چائے کے لئے وقفہ ہوا۔ بعد از نماز مغرب محترم علی شیر صاحب نے نہایت دلکش انداز میں ''طاغوتی نظام میں اقامت دین کی کوشش'' پر سامعین سے خطاب کیا۔ طاغوت حد سے گزرنے والے کو کہتے ہیں چاہے انسان ہو حیوانات ہو یا جمادات۔ ہر شرارت کا سرغنہ' سرکش طاغوت کہلاتا ہے۔ لیکن درحقیقت ہر وہ شخص جو اپنی جائز حد سے نکل گیا اور خدائی کا دعویدار ہو طاغوت کہلاتا ہے۔ آج کل پوری دنیا پر طاغوتی نظام کے جھنڈے لہرا رہے ہیں

اور 57 اسلامی ممالک اس کے زیرِ نگین ہوئے ہیں اور ان میں ہر ایک صد فیصد طاغوتی نظام کے ایجنٹ کا کردار ادا کر رہا ہے۔ جب فرعون نے لوگوں پر اپنی کتاب قائم کی تو کہنے لگا انا ربکم الاعلی۔ اس طرح پوری دنیا سیکولر جمہوریت کی لپیٹ میں آئی ہوئی ہے۔ اللہ کے احکام تشریعی کا تختہ طاغوتوں نے الٹا کیا ہوا ہے۔ اس دجالی دور میں جہاد اپنے نفس سے شروع ہو کر نظام کی سطح تک کیا جاسکتا ہے۔ نمازِ عشاء کے بعد حبیب علی صاحب نے درس حدیث دیا۔ آپ نے درس حدیث میں جہاد کو اپنا موضوع بنا کر فرمایا کہ جہاد جماعت کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ انقلابی جماعت میں امیر کا سمع وطاعت بہت ضروری ہے۔ اس کے بعد چونکہ رفقاء تھک گئے تھے عزیز الحق نے دلدوز انداز میں کلامِ اقبال "خودی کا سرِ نہاں لا الہ الا اللہ" سنایا۔ امیر حلقہ نے سہ روزہ جماعت تشکیل دی۔ اس کے بعد بانی محترم کا ویڈیو کیسٹ "مطالبات دین" دکھایا گیا۔ سٹیج سیکرٹری کی ذمہ داری احسان الودود صاحب نے ادا کی۔ اکثر رفقاء نمازِ تہجد کے لئے بھی اٹھے نمازِ فجر کے بعد گل محمود صاحب نے درس قرآن دیا۔ آپ نے نہایت علمی اور جامع درسِ قرآن دیا۔ امت مسلمہ کے لئے "سہ نکاتی لائحہ عمل" کو دلائل کے ساتھ واضح کیا۔ آخر میں رفقاء نے آخری بیس سورتوں کو زبانی یاد کرنے کے لئے مختلف حلقے بنائے۔ اختتام پر افہام وتفہیم کی نشست ہوئی۔ دعا پر اس بابرکت پروگرام کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ رفقاء کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین! (ابوکلیم نبی محسن)

[illegible]

تنظیم اسلامی شمالی کراچی کے اسرہ نمبر 2 کے نقیب خبیب عبدالقادر صاحب نے گزشتہ تین ماہ سے حلقۂ احباب میں سے محترم ممتاز الدین صاحب کی رہائش گاہ واقع L بلاک نارتھ ناظم آباد میں ایک ہفتہ وار درسِ قرآن کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے جو ہر جمعرات کو بعد نمازِ عشاء منعقد ہوتا ہے اور اس میں شرکاء کی تعداد 18 تا 32 افراد کی ہوتی ہے۔ جس میں اکثریت احباب کی ہوتی ہے۔ تنظیم کے معتمد نوید مزمل صاحب پر درس کی ذمہ داری ہے اور وہ اب تک منتخب نصاب کے دو حصوں پر درس دے چکے ہیں۔ گزشتہ دو ہفتوں سے اس پروگرام میں خواتین کی باپردہ شرکت کا بھی اہتمام ہے۔ منتخب نصاب کے دوسرے حصہ کی تکمیل کے بعد ان دروس میں شامل مباحث کا خلاصہ پیش کرنے کی ذمہ داری 3 مارچ کو فریس احمد مسعود صاحب کے ذمہ لگائی گئی۔ پروگرام کا آغاز تنظیم کے سب سے کم سن رفیق طٰہٰ غیاث صاحب نے سورۃ التغابن کی تلاوت سے کیا۔ اس کے بعد خبیب عبدالقادر صاحب نے افتتاحی کلمات ادا کئے جس میں انہوں نے اس روز کے درس کی اہمیت بیان کی۔ بعد ازاں فریس احمد مسعود صاحب نے "حقیقت ایمان" کے موضوع پر اپنی گفتگو کا آغاز کیا۔ انہوں نے کہا کہ ایمان ان تمام باتوں کی تصدیق کا نام ہے جن کی خبر ہمیں نبی اکرم ﷺ نے دی۔ ایمان حقائق کی زبانی قول وقرار اور قلبی تصدیق کا نام ہے۔ قلبی تصدیق عمل کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہے۔ عمل کی بھٹی سے گزرے بغیر ایمان کا دعویٰ محض خام خیالی ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے سورۃ الحجرات کی آیات 14-15 کے حوالے سے کہا کہ بدوؤں کے دعویٰ ایمان پر یہ واضح کر دیا گیا تھا کہ وہ ابھی ایمان نہیں لائے بلکہ ابھی تو وہ اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ اگر اس حال میں بھی وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ضائع کرنے والے نہیں۔ البتہ مومن کہلانے کے مستحق وہی ہیں جو ایمان لانے کے بعد کسی شک وریب میں مبتلا نہیں ہوتے اور اپنی مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں۔ چنانچہ ایمان کا منطقی نتیجہ مومن کی زندگی میں جہاد کی صورت میں ظاہر ہونا چاہئے۔ جہاد محض قتال کا نام نہیں بلکہ اپنے نفس شرارتوں، معاشرے کی غلط رسومات اور اللہ کے دین کی سربلندی میں نقد جان پیش کرنے کے مراحل پر محیط ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس حوالے سے ہمیں اپنا احتساب کرتے رہنا چاہئے کہ ہم اس معاملے میں آگے سے آگے بڑھ رہے ہیں یا نہیں کیونکہ حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق مومن کے دو دن برابر نہیں ہوسکتے۔ اس پروگرام میں تقریباً 25 افراد کی شرکت ہوئی جس میں 5 رفقاء اور چند خواتین شامل تھیں (رپورٹ: محمد سمیع)

ضرورت رشتہ

سید اکرام حیدر، عمر 32 سال، تعلیم بی ٹیک آنرز، پاکستان ریلوے میں ملازم کے لئے سنی سید فیملی میں رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: تنویر حیدر فون: 6315271 0333-4608160

بقیہ: منبر و محراب

میں ہر رسول نے خبردار کیا تھا۔ تمام رسولوں کی دعوت کا حاصل یہ تھا کہ ایک اللہ کو مانو جو تمہارا خالق و مالک ہے، یہ دنیا دارالامتحان ہے اور اپنے آپ کو آخرت کے عذاب سے بچاؤ۔ قرآن مجید کے ہر صفحے پر اصل سبق یہ ہے کہ اللہ نے ہر رسول، ہر نبی کے ذریعے یہی پیغام بھیجا۔ بہرحال مرنے کے بعد اور میدانِ حشر میں اٹھنے تک کا جو وقفہ ہے وہ بظاہر مختلف زمانے کے انسانوں کے لئے مختلف ہوسکتا ہے، لیکن خواہ کوئی حضرت آدمؑ کے زمانے سے قبر میں لیٹا ہو وہ جب اٹھے گا تو اسے محسوس ہوگا کہ میں شاید چند گھنٹے یا چند دن ہی سویا تھا۔ یہ ہے اللہ کی دھمکی کا دن۔ اب وہ بات پوری ہوگئی جس کو جھٹلاتے تھے، جس کا مذاق اڑاتے تھے کہ اللہ کیسے زندہ کرے گا اور کس نے دیکھی ہے قیامت، کون آیا ہے مرنے کے بعد دوبارہ اٹھ کے۔ یہ خواہ مخواہ کے ڈراوے ہیں لہٰذا اسی زندگی کو پُر لطف بناؤ۔ یہ خواہ مخواہ ہمارے عیش کے اندر خلل ڈالنے کے لئے کبھی اللہ کی دھمکی دی جاتی ہے کبھی آخرت کی۔ یہ ہیں وہ ہمارے وسوسے اور شکوک وشبہات جن کو ہم نے فلسفہ حیات کا درجہ دے رکھا ہے۔ لیکن ہر شخص پر موت کی صورت میں کسی بھی وقت قیامت آسکتی ہے اور اس کے بعد وہ اصل قیامت بھی دور نہیں ہے۔ یہ حقیقت موت کے وقت کھل جاتی ہے جیسا کہ فرعون نے بھی ڈوبتے وقت کہا تھا کہ میں ایمان لایا موسیٰ اور ہارون کے رب پر۔ لیکن موت کے واضح آثار شروع ہونے کے بعد توبہ قبول نہیں ہوتی۔ یہ ہے موت اور آخرت کے حوالے سے تذکیر۔ آگے میدانِ حشر کا ایک بہت منفرد انداز میں نقشہ کھینچا گیا ہے۔ یہ آیات ان شاء اللہ ہم آئندہ پڑھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور ہمارے حکمرانوں کو بھی اس آسمانی ہدایت سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ افسوس کہ ہم مسلمان ہوتے ہوئے بھی ہدایت کے لئے دوسروں کی طرف دیکھتے ہیں اور آج ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ ہمارے مسائل میں اللہ اور رسول کی رہنمائی کیا ہے۔ حالانکہ یہ وہ چیز ہے جس کی انسان کو سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ آج جن مسائل سے پوری قوم اور ہمارے حکمران دوچار ہیں، ان سے نبردآزما ہونے کا واحد حل یہی ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اللہ کا وفادار بنے۔ ان شاء اللہ اس کے بعد ہمارے تمام معاملات اللہ کی مدد سے سدھرتے چلے جائیں گے۔

(مرتب: فرقان دانش خان)

دعائے مغفرت

☆ حلقہ سرحد جنوبی (خویشگی پایاں ضلع نوشہرہ) کے منفرد رفیق جناب خضر حیات کے والد صاحب وفات پا چکے ہیں۔

☆ انجمن خدام القرآن سندھ کے اعزازی لائبریرین جناب محمد اصغر صاحب کی والدہ محترمہ انتقال فرما گئیں ہیں۔

☆ قاری عبید اللہ صاحب خطیب جامع مسجد عزیزیہ (پھالیہ) کی والدہ محترمہ انتقال کر گئی ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کے ملتزم رفیق شاہین اظہر راجہ کے والد صاحب فوت ہو گئے ہیں۔

قارئین ندائے خلافت اور رفقاء واحباب سے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

عالم اسلام کی خبریں

کرغیزستان میں انقلاب

وسطی ایشیا کے چھوٹے سے ملک کرغیزستان میں پچھلے دنوں ایسا زبردست عوامی انقلاب آیا جو پندرہ برس سے حکمرانی کرنے والے عسکر اقایوف اور ان کے حواریوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے گیا۔ 13 مارچ کو یہاں پارلیمانی انتخابات ہوئے تھے جن میں 75 میں سے 69 نشستیں عسکر اقایوف کے حامیوں نے جیت لیں۔ مگر حزب اختلاف نے الزام لگایا کہ انتخابات میں وسیع پیمانے پر دھاندلی ہوئی ہے۔ جلد ہی کرغیزستانی اپنی حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور صدر عسکر اقایوف روس بھاگ گیا۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ وسطی ایشیا کے پانچ نو آزاد اسلامی ممالک میں موجود سیاسی اور معاشرتی معیار کے اعتبار کے حساب سے عسکر اقایوف برا نہیں تھا۔ اس نے دیگر حکمرانوں کے برعکس انتخابات میں حزب اختلاف کو کھڑا ہونے کا موقع دیا اور مخالفانہ ذرائع ابلاغ کو اپنے دور حکومت میں خاصی آزادی دیئے رکھی۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ ذرائع ابلاغ کی اسی آزادی سے عوام میں ''انقلابی جراثیم'' پیدا کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اسی لئے ان کا کہنا ہے کہ کرغیزستان کے انقلاب سے دیگر چار مسلم ریاستوں کے حکمرانوں کو یہ پیغام ملا ہے کہ ذرائع ابلاغ کو آزادی مت دو اور نہ ہی حزب اختلاف کو کھل کر کام کرنے دو ورنہ اپنی حکومت سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔

عسکر اقایوف بنیادی طور پر کیمونسٹ تھا۔ 1990ء میں جب کرغیزستان کو آزادی ملی تو وہ پارلیمان میں اپنی اکثریت کے بل بوتے پر نو آزاد ملک کا صدر بن گیا' تاہم اس نے آمرانہ پالیسیاں جاری رکھیں اور مطلق العنان بادشاہ کی طرح حکومت کرنے لگا۔ اس نے اپنے خاندان اور عزیز و اقارب کو مالا مال کر دیا جب کہ ملک کی بیشتر آبادی غریب ہی رہی۔ اس کی بیوی کرغیزستان کے سب سے بڑے شاپنگ پلازا کی مالک ہے۔ مغربی ممالک خصوصاً امریکا نے کرغیزستان میں اس عوامی انقلاب کو زیادہ پذیرائی نہیں بخشی کیونکہ امریکہ وسطی ایشیا میں جمہوریت کو پنپتا نہیں دیکھنا چاہتا۔ وجہ یہ ہے کہ امریکا وسطی ایشیائی مسلم ممالک میں اپنے جنگی فضائی اڈے قائم کرنا چاہتا ہے تاکہ ضرورت پڑنے پر وہ فی الفور اپنی افواج اتار سکے۔ مثلاً اگر کبھی ایران یا چین پر حملہ کرنے کی نوبت آگئی تو ظاہر ہے یہ فضائی اڈے اس کے کام آئیں گے۔ اسی لئے امریکا پانچوں اسلامی ممالک کے حکمرانوں کی پشت پناہی کر رہا ہے اور اس نے ان کی آمرانہ پالیسیوں کو نظر انداز کر رکھا ہے۔ اگر ان اسلامی ممالک میں عوامی جمہوری حکومتیں قائم ہوں تو امریکا کبھی وہاں اپنے جنگی فضائی اڈے قائم نہیں کر سکتا۔ کرغیزستان میں فی الحال سیاسی بحران ہے کیونکہ سپریم کورٹ نے 13 مارچ کے انتخابات کو کالعدم قرار دے دیا تھا مگر الیکشن کمیشن نے یہ فیصلہ ماننے سے انکار کر دیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ نئی پارلیمان توڑ دی جاتی ہے اور سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق 26 جون کو نئے انتخابات ہوں گے یا حزب اختلاف موجودہ پارلیمان کو تسلیم کر لیتی ہے۔

فوجی مہم جوئی کی بھاری قیمت

امریکا میں ایوان نمائندگان نے عراق اور افغانستان میں جاری فوجی آپریشن اور تعمیر نو کی سرگرمیوں کے لئے اخراجات کے لئے مزید 81 ارب 40 کروڑ ڈالر کی رقم منظور کر لی ہے۔ اس رقم کی درخواست صدر بش نے کی تھی۔ اب یہ بل آئندہ ماہ منظوری کے لئے سینٹ میں جائے گا۔ ماہرین اقتصادیات کا کہنا ہے کہ جب امریکا نے دو سال قبل جب عراق پر حملہ کیا تھا تو کسی کے وہم و گمان میں نہ تھا کہ امریکا کو یہ حملہ اتنا مہنگا پڑے گا۔

واضح رہے کہ اب تک عراق میں پندرہ سو سے زائد امریکی فوجی ہلاک ہو چکے ہیں جب کہ امریکا ہر ماہ چار ارب ستر کروڑ ڈالر کی خطیر رقم خرچ کر رہا ہے' تاکہ وہاں جاری اپنی فوجی اور دوسری سرگرمیوں کا تسلسل برقرار رکھ سکے۔ صدر بش کی اب واحد امید یہ ہے کہ 30 جنوری کے انتخابات کے بعد جو منتخب حکومت بنے گی وہ عراق میں استحکام لے آئے گی مگر اب تک وہاں مضبوط اور مستحکم حکومت بننے کے آثار نظر نہیں آ رہے کیونکہ انتخابات میں واضح اکثریت کسی سیاسی جماعت یا گروہ کو حاصل نہیں ہو سکی۔

دوسری طرف امریکا میں روز بروز رائے عامہ عراق میں امریکی فوج کی موجودگی کی مخالف ہوتی جا رہی ہے۔ 20 جنوری 2003ء کو یعنی امریکی حملے کے وقت ستر فیصد امریکی اسے جائز سمجھتے تھے مگر اب یہ حمایت کم ہو کر 53 فیصد رہ گئی ہے۔

دارفور میں امن فوج کی تعیناتی

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے طویل بحث کے بعد سوڈان کے شورش زدہ علاقے دارفور میں دس ہزار فوجی بھجوانے کا فیصلہ کر لیا ہے تاکہ وہاں امن قائم کیا جا سکے۔ سابق امریکی وزیر خارجہ کولن پاول کا خیال ہے کہ اس طرح نہ صرف جنوبی سوڈان میں جاری طویل خانہ جنگی کا خاتمہ ممکن ہو سکے گا بلکہ دارفور میں جاری پُرتشدد کارروائیاں بھی ختم ہو جائیں گی۔

اخوان المسلمین پر کریک ڈاؤن

مصر میں اخوان المسلمین حزب اختلاف کی سب سے بڑی جماعت ہے' اگرچہ مصری حکومت نے 1954ء سے اس پر پابندی لگا رکھی ہے۔ 26 مارچ کو اخوان کے ارکان نے پارلیمان کے سامنے مظاہرے کا منصوبہ بنایا تاکہ حکومت پر زور دیا جا سکے کہ سیاسی نظام میں مثبت اصلاحات کرے۔ مگر اس مظاہرے کو طاقت کے بل پر حکومت نے ناکام بنا دیا اور کئی درجن ارکان گرفتار کر لئے۔ اس واقعے کے بعد سے مصر میں یہ نظریہ گردش کرنے لگا ہے کہ جلد ہی حسنی مبارک اقتدار سے الگ ہو جائیں گے۔ اخوان پھر سے سرگرم ہو گئے ہیں کہ ملک میں موجود یک شخصی آمرانہ سیاسی نظام کو بدلا جا سکے۔

تہذیبوں کا تصادم

''واقعہ ستمبر گیارہ'' کے بعد سے مغرب میں عموماً اور امریکا میں خصوصاً ذرائع ابلاغ میں اسلام کو تشدد پسند مذہب کی حیثیت سے اجاگر کر رہے ہیں۔ وہاں ایسی کتابیں لکھی جا رہی ہیں جن میں یہ نظریہ سامنے لایا گیا ہے کہ اب مغرب اور اسلام کا تصادم ناگزیر ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان نظریات کا مقابلہ کرنے کے لئے اجتہاد کے ہتھیار سے کام لیا جائے اور اسلام کی حقیقی شکل دنیا کے سامنے پیش کی جائے۔

عیسائیوں کو خاص طور پر یہ بات بتانے کی ضرورت ہے کہ قرآن شریف نے حضرت عیسیٰؑ کو نہایت محترم مقام دیا ہے جب کہ عیسائیوں کے بارے میں بھی کہا گیا ہے کہ وہ دوسروں کے مقابلے میں مسلمانوں سے قریب تر ہیں۔ انہیں اہل کتاب کہا گیا ہے۔ اسی طرح جب بھی مغربی ممالک میں یہودیوں کا قتل عام ہوا' انہیں پناہ اسلامی ممالک ہی میں ملی۔ پھر اس قسم کے نظریات کہاں سے آ گئے کہ تہذیبوں کا تصادم ہونے والا ہے۔ یہ سراسر صیہونی کارروائی ہے۔

یہودی آبادکاری غلط ہے

اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندے برائے فلسطینی امور جناب جان ڈوگارڈ نے صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے یہ تسلیم کیا ہے کہ فلسطینی علاقوں میں یہودی بستیاں بسانے کا واحد مقصد یہ ہے کہ اسرائیل اپنی سرحد وسیع کر سکے اور پورے فلسطین کو ہضم کر لے۔ اس لئے اقوام متحدہ کی نظر میں یہودی آبادکاری غیر قانونی ہے۔ جان ڈوگارڈ کا کہنا ہے کہ اگر یہی اسرائیلی پالیسی رہی تو پھر مشرق وسطی میں امن کا قیام مشکل ہو جائے گا۔

گیس ترکمانستان سے لو

بھارتی کابینہ نے حال ہی میں فیصلہ کیا ہے کہ وہ ایران سے گیس خریدے گا۔ گیس کی پائپ لائن پاکستان کے راستے بھارت تک پہنچے گی۔ مگر اب امریکا بھارت پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ وہ گیس ترکمانستان سے لے اور اس مقصد کے لئے پائپ لائن افغانستان اور پاکستان سے گزار کر بھارت تک لے آئیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا بھارتی حکومت امریکی دباؤ کے سامنے جھک جائے گی یا اپنے فیصلے پر قائم رہے گی۔ یاد رہے کہ ترکمانستان سے گیس خریدنے کی صورت میں گیس بھارت کو مہنگی پڑے گی کیونکہ پائپ لائن ایک کے بجائے دو ممالک سے گزرے گی۔ ایک کے بجائے دو ملکوں کو رائلٹی دینا پڑے گی۔ پائپ زیادہ لمبی ہونے کے باعث پائپ بچھانے کے اخراجات بھی زیادہ ہو جائیں گے۔

[26] Intra Press Service (IPS), "Politics: UN considers arms embargo on Afghanistan", IPS, 16 December 1997, web-site at http://www.oneworld.org/ips2/dec/afghan.html

[27] Frankfurter Rundschau, October 1996; also see Catalinotto, John, Afghanistan: Battle deepens for central Asian oil", Workers World News Service, Workers World, 24 October 1996.

[28] Goltz, Thomas, "The Caspian Oil Sweepstakes - A Great Game Replayed", Jinn Magazine (online), Pacific News Service, San Francisco, 15 October 1997, http://www.pacificnews.org/jinn.

Also see: See Stephen J. Sniegoski, "Keep your eyes on the Caspian, or, None dare call it imperialism,"

The Last Ditch, September 22, 1997 (whole number 18), pp. 1, 19-29. http://www.thornwalker.com/ditch

[29] Wall Street Journal, 23 May 1997.

[30] New York Times, 26 May 1997.

[31] Schurmann, Franz, "US Changes Flow of History with New Pipeline Deal", Jinn Magazine (online), Pacific News Service, San Francisco, 1 August 1997, http://www.pacificnews.org/jinn.

[32] Fitchett, Joseph, "Worries Rise that Taliban May Try to Export Unrest", International Herald Tribune, 26 September 1998; also see Gall, Carlotta, "Dagestan Skirmish is a Big Russian Risk", New York Times, 13 August 1999.

[33] Tonny Allen Mills, "Let bin Laden Stay Free, says CIA man," The Sunday Times, January 09, 2005. http://www.timesonline.co.uk/article/0,,2089-1431539,00.html

[34] Ibid. Tonny Allen Mills.

[35] "What to do with Osama if he is found," CBS report March 12, 2003. http://www.cbsnews.com/stories/2003/02/28/attack/main542306.shtml

[36] Kimberly A. McCloud and Adam Dolnik, "Debunk the myth of Al-Qaeda, Its size and reach have been blown out of proportion" Christian Science Monitor, May 23, 2002. http://www.csmonitor.com/2002/0523/p11s02-coop.html

[37] See: "Al-Qaeda a non-entity before 9/11." http://www.whatreallyhappened.com/alqaeda_nonentity.html

Also see: "Al-Qaeda: Weapons of mass hysteria," http://www.whatreallyhappened.com/wmh.html

[38] Rober Sheer, "Is Al Qaeda Just a Bush Boogeyman?" Los Angeles Times, January 11, 2005. http://www.latimes.com/news/opinion/commentary/la-oe-scheer11jan111,0,2266493.column?coll=la-news-comment-opinions

[39] Is 'Al Qaeda' the Modern Incarnation of 'Emmanuel Goldstein'? http://whatreallyhappened.com/goldstein.html

[40] Stacy Sullivan, "Operation Desert Fraud How Keith Idema marketed his imaginary Afghan war." From the October 25, 2004 issue of New York Magazine

http://newyorkmetro.com/nymetro/news/people/features/10121/index.html

[41] "Al-Qaead non-entity before 9/11," http://www.whatreallyhappened.com/alqaeda_nonentity.html

[42] "CIA posing as Al-Qaeda," http://www.informationclearinghouse.info/article4513.htm Also see: "The Phony (Mossad) Al-Qaeda cell in Palestine." http://whatreallyhappened.com/fakealqaeda.html

[43] BBC News: "Israel faked Al-Qaeda presence." December 08, 2002 http://news.bbc.co.uk/2/hi/middle_east/2550513.stm

[44] Kawther Salam, "Al-Qaeda a manufactured intelligence front," Prison Planet, June 25, 2004. http://prisonplanet.tv/articles/june2004/062504manufacturedfront.htm

[45] Stobdan, P., "The Afghan Conflict and Regional Security", Strategic Analysis (journal of the Institute for Defence & Strategic Analysis [ISDA]), August 1999, Vol. XXIII, No. 5, p. 719-747.

[46] Stobdan, P., "The Afghan Conflict and Regional Security", Strategic Analysis (journal of the Institute for Defence & Strategic Analysis [ISDA]), August 1999, Vol. XXIII, No. 5, p. 719-747.

[47] "Russia has discovered that the Taliban are training Chechen and Dagestani separatists. In response to these threats, CAR countries have sought closer cooperation with Russia. In turn, Russia has established military bases and carried out joint patrolling of the border. Russia and many of the CAR states aid the Northern Alliance. Russia has used military bases to support the anti-Taliban alliance, providing them with helicopters, tanks and military advisors." Laxman Bahroo, Bharat Rakshak Monitor, Volume 3, May-June 2001. http://npc.sarov.ru/english/digest/42001/appendix8.html (continue)

ضرورت رشتہ

بیٹی' عمر22سال' دینی مزاج کی حامل اور پابند صوم وصلوٰۃ کے لئے برسر روزگار دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
رابطہ: حافظ عتیق الرحمٰن
فون:055-4231756 0300-6492564

☆☆☆

لاہور کے متوسط خاندان کی 25سالہ' ایم اے (ایجوکیشن) باپردہ' صوم وصلوٰۃ کی پابند بیٹی کے لئے دینی رشتہ مطلوب ہے۔ رابطہ:0333-4270919

☆☆☆

☆لاہور کی آرائیں فیملی کی خوبصورت' خوب سیرت بیٹی' قد 3-5انچ' عمر22سال' حافظ' ایم اے عربی پارٹ ٹو۔
☆لڑکا برسر روزگار بی اے' ایل ایل بی' عمر 31سال' پہلی بیوی سے علیحدگی' کے لیے گریجویٹ دینی مزاج کے حامل رشتے مطلوب ہیں۔
رابطہ: منظور احمد چودھری' فون:7555039

☆☆☆

فیصل آباد کی رہائشی 27سالہ' ایم ایس سی کیمسٹری' خوبصورت' نیک سیرت دوشیزہ' قوم آرائیں کے لئے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
رابطہ: معرفت محمد اشرف رفیق تنظیم اسلامی' فیصل آباد
فون:041-8757102 0333-6570638

☆☆☆

☆عمر28سال' تعلیم ایم اے اسلامیات' صوم وصلوٰۃ کی پابند' باپردہ لڑکی کے لئے دینی مزاج کا رشتہ درکار ہے۔
☆عمر26سال' تعلیم ایف اے' صوم وصلوٰۃ کی پابند' باپردہ لڑکی کے لئے دینی مزاج کا رشتہ درکار ہے۔
رابطہ: منیر احمد
فون:0300-8828532 0333-4382914

☆☆☆

عمر23سال' تعلیم ایم ایس سی' کراچی میں مقیم لڑکی کے لئے دینی مزاج کے حامل' تعلیم یافتہ' برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔
برائے رابطہ فرحان:0333-2225375
0300-2706727 5895409

occupation, here we see how many analysts have confirmed that humanitarian crisis in Afghanistan has not been the reason for the US over-throwing the Taliban and occupation of Afghanistan.

Unlike the stated objective of weapons of mass destruction in Iraq, the Taliban's way of governance was not the real objective behind American invasion, nor was capturing Osama a top priority as have been revealed by the CIA officials.[33] After occupying Afghanistan on the pretext of capturing Osama, the logic in favor of not capturing him has turned to arguing: ""You can make the argument that we're better off with him (at large)," AB Krongard, the Central Intelligence Agency's recently departed executive director, said. "Because if something happens to Bin Laden, you might find a lot of people vying for his position and demonstrating how macho they are by unleashing a stream of terror."[34]

Since the objective of controlling Afghanistan has been achieved, several US officials have privately admitted that it may be better to keep Bin Laden pinned down on the border of Afghanistan and Pakistan rather than make him a martyr or put him on trial. But Krongard is the most senior figure to acknowledge the official view public that his capture might prove counter-productive.

Before rejecting all Taliban offers for resolving the Osama issues; before starting indiscriminate bombing of Afghanistan and before invading and imposing a puppet regime, the US officials and analysts didn't think in these terms. Michael Swetnam, a counterterrorism specialist at the Washington-based Potomac Institute for Policy Studies, expressed his views long before Krongard in a similar way: "It's a tremendous debate. If you kill him you create a martyr, but if you capture him you have to go through a tribunal or a trial."[35]

All this goes hand in hand with the reports that Osama is dead and that Al-Qaeda does not exist at all. It was a "blown out of proportions" front to pay the way for occupation of Afghanistan.[36]

Many analysts strongly believe that Al-Qaeda is not an organization and nobody knew it with this name . Al-Qaeda is a "fictitious organization," like the fictitious Al-Zarqawee, and other "weapons of mass hysteria" to create an illusion and justification for occupation of Afghanistan and more crimes against humanity.[37]

Rober Sheer of the Los Angeles Times writes: "Is it conceivable that Al Qaeda, as defined by President Bush as the center of a vast and well-organized international terrorist conspiracy, does not exist? To even raise the question amid all the officially inspired hysteria is heretical, especially in the context of the U.S. media's supine acceptance of administration claims relating to national security."[38]

Al-Qaeda is now considered as one of the the biggest lies of the 21st century.[39] There is no real organization called 'Al-Qaeda' other than the "fake videos" about it.[40] There is no evidence Osama used this word. Al-Qaeda does not exist and never has.[41] In many cases, CIAand Mossad have been caught posing as Al-Qaeda. [42] Even BBC reported that Israel in particular has been "faking Al-Qaeda presence."[43] In short, impartial analysts with no sympathies with the Taliban or Osama have concluded that Al-Qaeda "is a manufactured intelligence front."[44]

Amid the ever mounting evidence that proves that 9/11 was an inside or Mossad job, it has become clear that Al-Qaeda was just an ruse to invade and occupy Afghanistan. As far the Taliban crimes, they are still touted just the way the continued occupation of Iraq is presented as an operation for freedom and democracy. Although the basic justification was the threat posed by WMD, but everything has now boiled down to the establishment of democracy. Similarly in Afghanistan, all the tall claims of "smoking out" Osama, capturing him "dead or alive" and war on terrorism have reduced only to dislodging the "Taliban thugs."

All these fig leave together can not cover the real American motives for occupation of Afghanistan. The more the US covers the actual motives, the more illegitimacy of its occupation exposes to the world.

P. Stobdan reported back in 1999: "Afghanistan figures importantly in the context of American energy security politics. Unocal's project to build oil and gas pipelines from Turkmenistan through Afghanistan for the export of oil and gas to the Indian subcontinent, viewed as the most audacious gambit of the 1990s Central Asian oil rush had generated great euphoria. The US government fully backed the route as a useful option to free the Central Asian states from Russian clutches and prevent them getting close to Iran. The project was also perceived as the quickest and cheapest way to bring out Turkmen gas to the fast growing energy market in South Asia. To help it canvass for the project, Unocol hired the prominent former diplomat and secretary of state, Henry Kissinger, and a former US ambassador to Pakistan, Robert Oakley, as well as an expert on the Caucasus, John Maresca."[45]

Irrespective of the Islamophobes extensive anti-Taliban propaganda, the president of Unocol speculated to the extent that the cost of the construction would be reduced by half with the success of the Taliban movement and formation of a single government. Worse still, this corporate endeavor backed wholeheartedly by the US involved direct military support of the Taliban: "It was reported by the media that the US oil company had even provided covert material support to help push the militia northward against Rabbani's forces." However, as Stobdan also notes, the presence and statements of Osama Bin Laden caused a rift in the blossoming US-Taliban relationship, leading the American corporation UNOCAL to indefinitely suspend work on the pipeline in August 1999. [46]

On the suspension of pinning hopes on the Taliban and hiding behind the façade of humanitarianism, one needs to keep two things in mind:

a) Russia's strategic interest in not letting the indirectly US backed Taliban government take roots in Afghanistan. Although the Taliban emerged as totally independent of the US influence but Russia's support to Northern Alliance continued because it was not only aware of the US real motives but also in the later stages, it was convinced of the Taliban's relation to the Chechen movement for independence.[47]

b) The fear of attacks on the US interests and not humanism that played a significant role in shaping US policy towards the Taliban after mid 1999.

troops on his throne.

Notes

[25] CNN, "US in a diplomatic hard place in dealing with Afghanistan's Taliban", CNN, 8 October 1996.

Vol: 14 Regd. No. LRL -50 No. 11

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail: abidjan@tanzeem.org)

Afghanistan: Legitimacy of the US occupation III

The Western world remained lost between the fact and fiction about the Taliban. Strategic interests clearly seem to have motivated what the Guardian referred to as "the generally approving line that US officials take towards the Taliban." CNN reported that the "United States wants good ties [with the Taliban] but can't openly seek them while women are being repressed" - hence they can be sought covertly.[25]

This dilemma of wanting to control the Taliban and not being able to proceed is consistent with the already mentioned phenomenon under which Islamophobes hijacked the corporate world's obsession with controlling natural resources around the world.

The Taliban demonization campaign by Islamophobes was so strong that few could stand neutral or objective. Most observer were lost between the fact and fiction. It is easy to see from the reports of the Taliban period as to which report lies on which side and which one is affected with this serious dilemma of presenting facts but also surrendering to the Islamophobes propaganda.

Reports from the otherwise balanced sources are also clearly oscillating between the world of reality and the world of distorted reality. According to the Intra Press Service (IPS) reports from the Taliban's period, underscoring "the geopolitical stakes, Afghanistan has appeared prominently in US government and corporate planning about routes for pipelines and roads opening the ex-Soviet republics on Russia's southern border to world markets."

This much was the world of reality. Now the reporter fails to avoid jumping on the Islamophobes' bandwagon and missing fiction with reality. The report concludes that, amid the fighting, "some Western businesses are warming up to the Taliban despite the movement's institutionalization of terror, massacres, abductions, and impoverishment." Leili Helms, a spokeswoman for the Taliban in New York, told IPS in 1997 that one US company, Union Oil of California (Unocal), "helped to arrange the visit of the movement's acting information, industry and mines ministers. The three officials met lower-level State Department officials before departing for France, Helms said. Several US and French firms are interested in developing gas lines through central and southern Afghanistan, where the 23 Taliban-controlled states" just happen to be located, as Helms added, to the "chance" convenience of American and other Western companies.[26]

In contrast, an impartial article appearing in the prestigious German daily Frankfurter Rundschau, in early October 1996, reported that UNOCAL "has been given the go-ahead from the new holders of power in Kabul to build a pipeline from Turkmenstein via Afghanistan to Pakistan. It would lead from Krasnovodsk on the Caspian Sea to Karachi on the Indian Ocean coast." The same article noted that UN diplomats in Geneva believe that the war in Afghanistan is the result of a struggle between Turkey, Iran, Pakistan, Russia and the United States, "to secure access to the rich oil and natural gas of the Caspian Sea."[27] Other than UNOCAL, companies that are jubilantly interested in exploiting Caspian oil, apparently at any human expense, include AMOCO, BP, Chevron, EXXON, and Mobile.[28]

It therefore comes as no surprise to see the Wall Street Journal — the promoter of corporate interests — reporting that the main interests of American and other Western elites lie in making Afghanistan "a prime transhipment route for the export of Central Asia's vast oil, gas and other natural resources". "Like them or not," the Journal continued without any fear of the Islamophobes' hot anti-Taliban propaganda, "the Taliban are the players most capable of achieving peace in Afghanistan at this moment in history."[29]

Joining the chorus of corporate terrorists, the New York Times voiced views of the administration backed by the same corporations: "The Clinton Administration has taken the view that a Taliban victory... would act as a counterweight to Iran... and would offer the possibility of new trade routes that could weaken Russian and Iranian influence in the region."[30]

Franz Schurmann, Professor Emeritus of History & Sociology at the University of California, commented on the alliance of the administration and corporate front and on the "Washington's discreet backing of the Taliban." He highlighted the announcement in May 1996 "by UNOCAL that it was preparing to build a pipeline to transport natural gas from Turkmenistan to Pakistan through Western Afghanistan... UNOCAL's announcement was premised on an imminent Taliban victory."[31]

In a similar vein, the International Herald Tribune reported that in the summer of 1998, "the Clinton administration was talking with the Taliban about potential pipeline routes to carry oil and natural gas out of Turkmenistan to the Indian Ocean by crossing Afghanistan and Pakistan",[32] clarifying why the US would be interested in ensuring that the region is destabilized enough to prevent the population from being able to mobilize domestic resources, or utilize the region's strategic position, for their own benefit. The former Mujahideen commanders and anti-Taliban Northern Alliance could hardly realize what they are sacrificing for the cash they were receiving from their respective sponsors.

The Taliban's crime remained their inability to serve American interests the way Saudi or Kuwaiti oppressive Kings and Sheikhs are serving. Otherwise the Taliban government was more broad based than the Kuwaiti regime for which the US spent billions of dollars to restore after Iraqi invasion. The corporate terrorists' eyes remained fixed on the strategic position of Afghanistan during all this time.

At the same time the outside world remained lost between the world of fact (in which the US government was trying its best to buy off the Taliban and have good control of Afghanistan), and the world of fiction which the Islamophobes created with exaggerated Taliban "crimes."

Occupation is not for humanitarian reasons

As we discussed the primary motives behind the US intervention in Afghanistan long before the Soviet